بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرکز الامام رحمت اللہ الکیرانوی کیرانہ کا دینی ودعوتی اور اصلاحی وفکری ترجمان

سہ ماہی

آثارِ رحمت

محرم-ربیع الاول ۱۴۴۱ھ | جلد نمبر (۱) | شمارہ نمبر (۳) | Sept - Nov 2019

مدیر محمد ساجد ندوی
9897647580

نائب مدیر زاہد حسن ندوی
9917768509

مدیر انتظامی: محبوب الحسن فاروقی

فی شمارہ: -/30 سالانہ: -/120

مرکز الامام رحمت اللہ الکیرانوی
محمد پور رائعین، کیرانہ، شاملی، یوپی، انڈیا

Markazul Imam Rahmatullah Al-Kairanwi
Mohammadpur Rai, Kairana, Shamli (U.P.)
India, Pin. 247774
asarerahmat7@gmail.com
mohdsajidalnadwi@gmail.com

فہرست مضامین

اداریہ

علم وعمل اور فضل وکمال کی جامع شخصیت
حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحبؒ

محمد ساجد ندوی ٭

گزشتہ دنوں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے جن عبقری ونابغۂ روزگار شخصیات کا سانحۂ ارتحال پیش آیا اور قوم وملت کو جن کی بیش بہا علمی وروحانی خدمات سے محروم ہونا پڑا ان میں رئیس الاولیاء، قدوۃ الاصفیاء، مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کا حادثۂ وفات ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۲؍جون ۲۰۱۹ء بروز اتوار پیش آیا، ابھی حضرت مفتی صاحب کی وفات کا غم تازہ تھا اور دن بھی زیادہ نہیں گزرے تھے کہ ریحانۃ الہند برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہ کے خلف الصدق اور اکلوتے فرزند اور ان کے علوم ومعارف کے ترجمان وداعی، شریعت وطریقت کے جامع حضرت پیر جی محمد طلحہ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حادثۂ وفات نے امت کو سوگوار کیا، حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس دنیائے فانی کو ۱۰؍ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۲؍اگست ۲۰۱۹ء بروز دوشنبہ کو خیر آباد کہا، اور اپنے مریدین ومتوسلین اور محبین ومعتقدین اور مسترشدین اور پسماندگان کو روتا بلکتا چھوڑ کر ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے رب کے حضور اپنی خدمات جلیلہ اور مساعی حمیدہ کا صلہ پانے کے لیے خوش وخرم حاضر ہوگئے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

• • •

مذکورہ دونوں شخصیات اور بزرگوں کا تعلق جس عظیم اور رفیع المرتبت خانوادہ اور گھرانے سے تھا اس کی دینی ودعوتی اور اصلاحی وتجدیدی خدمات کا دائرہ زمان ومکان کی حد بندیوں سے ماوراء ہے اس خاندان

٭ چیف ایڈیٹر ''آثار رحمت'' ونائب ناظم مرکز ودار العلوم للبنات محمد پور کیرانہ

کے جلیل القدر اور رفیع الشان علماء و مشائخ نے تاریخ کے ہر دور میں اہم علمی ودعوتی اور اصلاحی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔بقول مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

''یہ گھرانہ ان خوش قسمت گھرانوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالی نے قبولیت وعنایت سے نوازا اس خاندان کی بنیاد کچھ ایسے صدق واخلاص پر پڑی تھی کہ صدیوں تک یکے بعد دیگرے اس میں علماء وفضلاء اور اہل کمال اور مقبولین پیدا ہوتے رہے،علواستعداد وعلو ہمت اس کی خاندانی خصوصیت ہے اور انہیں دو چیزوں نے اس خاندان کو ایسا شرف وامتیاز عطا کیا کہ ہر دور میں اس میں باکمال اور اکابر رجال پیدا ہوتے رہے علو استعداد وعلو ہمت نے اس خاندان کے افراد میں علمی جامعیت اور تبحر کی شان پیدا کی اور انہوں نے اپنے اپنے وقت میں مروجہ علوم اور اکثر اصناف کمال کی طرف توجہ کی اور ان میں دستگاہ پیدا کی،اس وجہ سے اس میں بلند پایہ فقیہ ومفتی، جامع المعقول والمنقول عالم،قادرالکلام شاعر اور حاذق طبیب پیدا ہوئے''۔

(سوانح شیخ الحدیث مؤلفہ مفکر اسلام صفحہ نمبر ۱۹)

حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن صاحب اور حضرت پیر جی محمد طلحہ صاحب رحمہما اللہ تعالی نے تعلیم وتربیت اور اصلاح وارشاد کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور اپنے اخلاف واسلاف اور خاندانی روایات کے مطابق مدتہائے دراز تک خلق کثیر کو اپنے باطنی کمالات سے فیض پہونچایا ہے جس کے انوار و برکات اور اثرات ونتائج یقینا دیر اور دور تک محسوس کئے جائیں گے رب غفور رحیم ہر دو حضرات کی حسنات کو شرف قبولیت سے نوازے اور شہداء وصدیقین اور اتقیاء وصالحین کے زمرے میں شامل فرما کر جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

• • •

اس سلسلہ کی تیسری کڑی اور اس عظیم خانوادے اور اس کے اکابر ومشائخ سے استفادہ کرنے والے اور قلبی وروحانی اور جذباتی تعلق رکھنے والے علماء واساتذہ اور دعاۃ ومصلحین اور مقبولین بارگاہ خداوندی کی طویل فہرست میں ایک اہم اور نمایاں نام عالم ربانی مصلح امت شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف متالا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے، جو اصلاً ہندوستان کے صوبۂ گجرات کے رہنے والے تھے اور عرصۂ دراز سے برطانیہ میں مقیم تھے اور خدمت دین کے حوالہ سے ممتاز ومتعارف تھے۔اس وقت جب کہ وہ کینیڈا کے ایک دعوتی واصلاحی سفر پر تھے اور کسی کو بھی اس کا گمان نہیں تھا کہ اس طرح وہ اچانک ہمیں داغ

مفارقت دے جائیں گے؛ لیکن خدا کی مشیت اوراس کی مرضیات وحکمتوں کے سامنے انسانی خیالات اور تصورات کی کیا حقیقت؟ ان کے کینیڈا کے دوران قیام سفر میں ہی ان کا وقتِ موعود آن پہنچا اور وہ شہر ٹورنٹو کے ایک پرائیویٹ ہاسپیٹل میں مختصر سے وقت زیر علاج رہ کر ۱۰ رمحرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۹ رستمبر ۲۰۱۹ءکو بڑی شان وشوکت کے ساتھ اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے، اور وہیں پیوند خاک ہوئے۔

• • •

مذکورۃ الصدر دونوں شخصیات کی رحلت کی طرح ان کا حادثۂ وفات بھی نہ صرف ان کے افرادِ خاندان واہل تعلق اور تلامذہ ومریدین اور متوسلین ومسترشدین کے لئے بلکہ پوری امت مسلمہ کے لیے کا عظیم خسارہ ہے، آپ کی وفات سے علمی وروحانی دنیا میں جو غیر معمولی خلا پیدا ہو گیا ہے اس کی تلافی بہت جلد ممکن نہیں ہے؛ اس لئے کہ آپ کی ذات والا صفات میں علم وعمل کی جو جامعیت اور گفتار وکردار کی جو یکسانیت تھی اور جس طرح آپ نے خود کو علماء ربانیین اور اولیاء کاملین کے رنگ میں رنگا تھا اور اس کے علاوہ اللہ تبارک وتعالی نے آپ کے اندر جو بے شمار خصائص وامتیازات اور کمالات رکھے تھے ان کی وجہ سے آپ کو شان مرجعیت حاصل ہوگئی تھی اور ہر طبقہ وحلقہ میں آپ محبوب ومقبول بن گئے تھے اس وجہ سے آپ کی رحلت کو قومی وملی خسارہ شمار کیا گیا اور جس نے بھی سنا وہ افسردہ اور رنجیدہ ہوئے بغیر نہ رہ سکا اس کے علاوہ آپ کے حادثۂ وفات نے لوگوں کے دلوں میں آپ کی قدر ومنزلت کو مزید بڑھا دیا کہ جس طرح آپ نے اپنی پوری زندگی تعلیم وتربیت، دعوت وارشاد، تزکیۂ نفوس واصلاح باطن، اعلاءکلمۃ اللہ اور کتاب وسنت کی ترویج واشاعت میں گزاری ہے اسی حالت میں اللہ تبارک وتعالی نے آپ کو توحید خالص کی دعوت دیتے ہوئے اور پیغمبر انقلاب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وارشادات اور آپ کے مبارک وپاکیزہ مشن دعوت حق کو عام کرتے ہوئے اپنے پاس بلایا ہے۔ اور ایسے آپ نے جس طرح مثالی اور قابل رشک زندگی گزاری موت بھی قابل رشک پائی (ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ)۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

• • •

شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف متالا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی پہلی مرتبہ کب اور کیسے سنا اس کو توحتمی طور سے نہیں کہا جا سکتا البتہ اتنا ضرور یاد ہے کہ ۲۰۱۳ء کے اوائل میں آپ سہارنپور اپنے شیخ ومرشد

اور استاذ عالی قدر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہ کی خانقاہ ''خانقاہ خلیلیہ'' (المعروف بہ کچا گھر) تشریف لائے ہوئے تھے اور آپ سے نیاز وعقیدت رکھنے والوں کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری تھا جن میں اساتذہ وطلبہ علماء ومشائخ اور بزرگان دین وسیاسی قائدین سبھی شامل تھے اور اپنی حیثیت واہلیت کے مطابق کسب فیض کر رہے تھے راقم الحروف بھی اپنے بڑے بھائی مشفق ومکرم جناب حضرت مولانا قاری عابد حسین ندوی صاحب حفظہ اللہ ورعاہ (جن کو آپ سے اور آپ کے بڑے بھائی حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم متالا صاحبؒ اور آپ کے افرادِ خاندان سے والہانہ عشق ومحبت ہے، اور سالہا سال آخرالذکر کی صحبت ورفاقت میں رہ کر استفادہ وافادہ کا موقع ملا ہے اور دونوں حضرات کی دینی ودعوتی خدمات کو بہت قریب سے دیکھا اور پرکھا ہے) کی معیت میں سہارنپور حاضر ہوا ہوا اور جس دل آویز اور محبوب شخصیت کے بارے میں پہلے سے بہت کچھ سن رکھا تھا آج بالمشافہ تفصیلی ملاقات کرکے خود پر فخر محسوس ہورہا تھا جتنی دیر آپ کی صحبت بابرکت میں رہا آپ کے کمالاتِ باطنیہ اور فیوض علمیہ سے مستفید ومستنیر ہوتا رہا اس لیے کہ محبوبین اور عارفین خدا کی ذات وصحبت میں اللہ تعالی نے جو قوت تاثیر اور اثر پذیری رکھی ہے اور اس ذریعے سے جو لوگوں کی زندگیوں میں صالح اور مثبت انقلاب آیا ہے اس کو ہر سلیم الطبع اور صحیح الفکر آدمی نے محسوس کیا ہے اور فائدہ اٹھایا ہے کتاب وسنت کے اندر بھی صالح صحبت اختیار کرنے اور نیک لوگوں کی معیت ورفاقت حاصل کرنے پر خصوصی توجہ دلائی گئی ہے ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کے اندر بھی اللہ تعالی نے وہ تمام اخلاقی صفات جمع فرما دی تھیں جو ہمارے اخلاف واسلاف اور بزرگان دین وعمائدین اسلام کا مابہ الامتیاز وصف رہا ہے اور جن اوصاف وکمالات اور اخلاق کریمانہ کو اپنا کر انہوں نے راہ ہدایت کے طالبین کے دلوں میں جگہ بنائی ہے اور دنیا وآخرت میں سرخرو ہوئے ہیں۔

• • •

آپ کی فیض رساں صحبت میں رہ کر راقم نے محسوس کیا کہ آپ کے اندر حلم وبردباری، خودنمائی وخود پسندی سے اجتناب، کم گوئی وفکرمندی، لایعنی باتوں سے نفور، دلسوزی ودردمندی، تواضع وانکساری، رأفت ومحبت، ایثار وہمدردی، اخفاء حال وکشادہ قلبی، دور بینی ودور اندیشی، خوردوں کے ساتھ شفقت ومحبت کا برتاؤ اور ان کی حوصلہ افزائی اور بڑوں کا حد درجہ ادب واحترام اور ان کا پاس ولحاظ جیسی نمایاں اور اہم صفات

بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں، آپ سے تعلق رکھنے والوں میں زیادہ بڑی تعداد ان لوگوں کی نظر آئی جن کی زندگی کا نصب العین اور اور ہدف درس وتدریس اور مدارس و جامعات اور مکاتب کا انتظام وانصرام ہے، آپ کو دیکھا کہ آپ ان تمام لوگوں کو دینی امور میں خلوص وللّٰہیت کی تعلیم وتلقین کر رہے ہیں اور اس تعلق سے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی جو تعلیمات وہدایات ہیں اور جو امور دینی خدمت گزاروں کے لیے سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں، اس سے لوگوں کو واقف کرا رہے ہیں غرض جب تک آپ کا قیام خانقاہ میں رہا ایک علمی وروحانی فضاء وماحول قائم رہا جس کی خوشبو اور تاثیر آج تک قلب وذہن میں تازہ ہے حضرت مولانا موصوف کو جب ہمارے بھائی حضرت مولانا قاری عابد حسین ندوی صاحب مدظلہ العالی کے ذریعہ اس بات کا علم ہوا کہ راقم کا آپ کے برادر بزرگوار عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے فرزندان گرامی قدر و دیگر افراد خاندان سے خصوصی تعلق ولگاؤ ہے اور اسی تعلق وعقیدت کی بنیاد پر راقم حضرت مولانا عبدالرحیم متالا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات (دسمبر ۲۰۱۲ء) کے بعد سے ان کی حیات وخدمات سے متعلق مواد کی جمع وترتیب میں لگا ہے معلوم کر کے خوشی کا اظہار کیا اور خصوصی دعاؤں سے نوازا اس طرح ایک بروقت اور اہم علمی کام کے ذریعے راقم کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت وتوجہ اور دعاء نیز آپ کے دل میں جگہ پانے کا مبارک موقع نصیب ہوا۔

''تذکرہ عبدالرحیم متالا'' کی جمع وترتیب کے وقت آپ کی ہمہ جہت شخصیت اور آپ کے برادر بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم متالاؒ کے تفصیلی احوال وآثار نیز آپ کے اجداد واحفاد، والدین ماجدین، گھر کا دینی و معاشرتی ماحول، آپ دونوں کے افرادِ خاندان، تلامذہ و مریدین کے حالات وواقعات اور آپ دونوں حضرات کی طرف سے قوم وملت کے تئیں انجام دی جانے والی دینی ودعوتی اور اصلاحی وتجدیدی خدمات کا دقت نظر سے مطالعہ کرنے کا زریں موقع نصیب ہوا جس سے آپ کی شخصیت کی ہمہ گیریت وجامعیت اور عبقریت کا صحیح اندازہ ہوا اور آپ کی زندگی کے وہ خفتہ گوشے سامنے آئے جن سے صرف آپ کے اہل تعلق اور قریبی حضرات ہی واقف تھے، آپ کی زندگی کا سب سے ممتاز ونمایاں اور اہم پہلو یہ ہے کہ آپ نے اپنی شخصیت کو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں فنا کر دیا تھا اور یہ تعلق وفنائیت اس درجے کو پہنچ گئی تھی کہ آپ کے معاصرین اور حضرت شیخ کے دیگر خلفاء ومقربین آپ کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں آپ کا کیا مقام تھا اس کو صحیح طور سے جاننے کے لیے آپ

کے نام لکھے ہوئے حضرت شیخ کے ان خطوط کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ جو''محبت نامے'' نامی کتاب کے اندر موجود ہیں اور علم ومعرفت کا خزینہ اور پند ونصاح کا دفینہ ہیں۔

حضرت متالاؒ سے اس تعارفی ملاقات کے بعد ان کے برطانیہ تشریف لے جانے کے بعد بھی برابر فون سے رابطہ رہا''تذکرہ عبدالرحیم متالاؒ'' کے لیے آپ نے اپنے مفید مشوروں کے ساتھ کتاب میں شامل کرنے کے لئے کچھ قیمتی مواد بھی ارسال کیا اور ساتھ میں ایک شکریہ کا خط بھی بھیجا جسکے اندر محبت آمیز اور شفقت بھرے انداز میں کلمات تحسین وتشجیع سے نوازا اور راقم کی اس حقیر علمی کاوش کو قدر وعظمت کی نگاہ سے دیکھا اور خوش ہوکر اپنی جملہ تصانیف وتالیفات اور کچھ ضروری ملبوسات بطور ہدیہ ارسال کیں، چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت وتوجہ اور فاضل گرامی قدر حضرت مولانا عبدالرشید متالا صاحب حفظہ اللہ ورعاہ (خلف الرشید حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم متالا صاحب موجودہ ناظم معہدالرشید الاسلامی چیپاٹا زامبیا افریقہ) کی اجازت ونظر ثانی کے بعد ہمارے بڑے بھائی حضرت مولانا قاری عابد حسین ندوی صاحب کی سرپرستی ورہنمائی میں وہ کتاب منظر عام پر آئی جس کو اہل علم کے درمیان توقع سے زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا ایک ایڈیشن اپنے اور اپنے اہل تعلق کے لیے چھپوا کر اہل علم کے درمیان تقسیم کرایا۔

• • •

کسی بھی قابل ذکر شخصیت اور تجدید واصلاح کے باب میں نمایاں خدمات انجام دینے والوں کی تاریخ کا مطالعہ کرنے اور ان کی زندگیوں کا جائزہ لینے سے صاف نظر آتا ہے کہ تین اوصاف ان کے اندر مشترک پائے جاتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ یہی اوصاف اللہ کی طرف سے''انتخاب واصطفاء'' کا ذریعہ بن جاتے ہیں ان میں پہلی چیز آبائی خصوصیات بالاخص ان کا تقوی واحتیاط دین اور دینداروں سے تعلق ومحبت اور زندگی کے ہر شعبے میں سنت وشریعت کا اہتمام ہے، یہ تمام چیزیں جو غیر شعوری طور پر نسلوں میں منتقل ہوتی ہیں اور خاندان ونسل میں اس کے اثرات ونتائج کا ظاہر ہونا ایک قدرتی امر ہے، دوسری چیز اصلاح وتربیت کے لئے مناسب ماحول کا ملنا اور ایسے تربیت کرنے والے معلمین واساتذہ کا میسر آنا ہے جو خود بھی صاحب درد وفکر ہوں اور دوسروں کی تربیت واصلاح کا بھی جذبۂ صادق رکھتے ہوں، تیسری چیز ذاتی محنت اور وہ طلب وذوق ہے جو ایک قوت محرکہ کی حیثیت رکھتا ہو۔

حضرت مولانا یوسف متالا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ان تینوں چیزوں کی آئینہ دار نظر آتی ہے جہاں تک آپ کے خاندان کی بات ہے تو اس میں ہمیشہ سے علم کے ساتھ زہد و اتقاء اور تربیت نفس کا خصوصی اہتمام رہا ہے، آپ کا دادیہال اور نانیہال دونوں شاخیں سنت وشریعت پر کار بند اور علماء ومشائخ اور بزرگان دین کی عاشق ودلدادہ تھیں حضرت نے خود اپنے نانا جان رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ

''ان کی دین داری نہ صرف خاندان اور علاقہ بلکہ دور دور تک ضرب المثل تھی، علماء ومشائخ سے ان کو حد درجہ محبت تھی اس لیے ان کا دولت کدہ علماء ومشائخ اور اہل اللہ کے لئے معروف مستقر وٹھکانہ تھا''۔

آپ کے جد بزرگوار جناب حضرت محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگر چہ زیادہ تعلیم یافتہ نہ تھے اور تجارت وزراعت کا شغل رکھتے تھے لیکن خاندان وماحول کا اثر اور بزرگوں کی صحبت وتوجہ کی وجہ سے مزاج میں تدین اور شریعت وسنت کی حفاظت کا جذبہ وعشق شروع سے رچا بسا تھا جس کے اثرات آپ کی اولاد کے اندر بھی ظاہر ہوئے خاص طور سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد جناب ''محمد سلیمان سیٹھ'' بلند پایہ اوصاف وکمالات سے متصف، بڑی اعلی نسبتوں کے حامل اور صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے پیشہ اگر چہ آپ کا تجارت تھا؛ لیکن تقوی وطہارت، صداقت وامانت اور حق گوئی وبے باکی میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے خود حضرت کے قول کے مطابق۔

''ہمارے والد ماجد کے اندر یہ تمام خصائص وامتیازات ہماری دوسری والدہ ماجدہ (آمنہ بنت محمد بن اسماعیل ڈیسائی) رحمۃ اللہ علیہا کی صحبت کیمیا اثر سے پیدا ہوئے تھے کیونکہ وہ ایک تقوی شعار اور خدا رسیدہ خاتون تھیں اور ایک دیندار گھرانے کی پروردہ وتربیت یافتہ تھیں''

اسی اللہ کی نیک بندی کی صحبت کیمیا اثر کا فیضان تھا کہ ان کے اندر انقلاب پیدا ہوا اور وہ ایک عام آدمی سے اللہ کے محبوب اور مقبول بندوں میں شامل ہوئے، قسمت نے یاوری کی اور صلحاء کی صحبت میں جا پہنچے فخر الاماثل العلامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلیفہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب بنگالی مہاجر مکی کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور ذکر وشغل شروع کیا جیسے جیسے حضرت مولانا بنگالی کا قرب واختصاص حاصل ہوتا گیا شفقتیں وعنایتیں بڑھتی گئیں، بالآخر انتہائی محنت وریاضت کے بعد اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے اور دنیا سے ترک تعلق کر کے گوشہ نشینی کی زندگی گزاری، ہمہ وقت مغلوب الحال رہتے یہاں تک کہ اپنی اور بیوی بچوں کی بھی کوئی فکر نہ کی اور سب کچھ خدا کی راہ میں خیرات کر کے تادم واپسیں تجرد

کی زندگی بسر کی حضرت کا بیان ہے۔

''ہماری دادی کہا کرتی تھیں کہ سلیمان تو تو فقیر ہو گیا ہے اللہ نے استاد یا تھا تو قہقہہ لگاتے تھے کہ ماں اس فقیری میں بڑا مزا آرہا ہے''۔

اسی اللہ والے اور درویش صفت بزرگ کے یہاں آپ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۵/نومبر ۱۹۴۶ء کو پیدا ہوئے۔

دوسری چیز جس نے آپ کی شخصیت کی تعمیر وتشکیل میں موثر کردار ادا کیا وہ مناسب وسازگار ماحول کا ملنا اور صاحب ذوق وصاحب فکر معلم ومربی کا فراہم ہونا ہے، ابتدائی اور ثانوی تعلیم اگرچہ آپ نے مقامی مدرسوں بالخصوص ''جامعہ حسینیہ راندیر'' میں حاصل کی؛ لیکن اعلی اور تکمیلی علوم جن جہابذۂ علم سے حاصل کئے وہ اپنے اپنے وقت کے آفتاب و ماہتاب اور مرجع خلائق بزرگانِ دین تھے جن میں ریحانۃ الہند شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی کے علاوہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی، فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب، حضرت مولانا مفتی یحییٰ صاحب، فخر المحدثین حضرت مولانا محمد یونس جونپوری صاحب، آپ کے برادر معظم حضرت مولانا عبدالرحیم متالا صاحب (نور اللہ قبورہم وبرد مضاجعہم) اور نمونہ سلف حضرت مولانا محمد عاقل صاحب حفظہ اللہ ورعاہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

ان نادرۂ زمانہ اور یکتائے روزگار شخصیات کی صحبت میں رہ کر آپ نے علوم دینیہ کی تحصیل وتکمیل کی اور طالب علمی کا زمانہ بڑی محنت وریاضت کے ساتھ گزارا تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے تزکیۂ نفس اور اصلاح حال پر بھی توجہ کی اور حضرت شیخ کے دامن سے وابستہ ہو کر منازل سلوک طے کیے حضرت شیخ الحدیث کمالات باطنی اور مدارج علمی کی جن بلندیوں پر فائز تھے اور آپ کی شخصیت کو سلف صالح کی سیرت وکردار اور ان کے علم وعمل کا جو جامع پیکر عطا ہوا تھا وہ اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ حضرت مولانا یوسف متالا نے آپ کی صحبت سے خوب فائدہ اٹھایا اور اپنی خداداد اور وہبی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بہت جلد آپ کا قرب واختصاص حاصل کر لیا حضرت شیخ نے بھی آپ کی طلب صادق اور حقیقی جذبے کو دیکھ کر آپ کے ساتھ خصوصیت کا معاملہ فرمایا اور آپ کے بڑے بھائی حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم متالا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرح بہت جلد آپ کو خرقۂ خلافت سے نواز کر آپ کو اپنے مخصوص لوگوں میں شامل فرمایا اور تاحیات تعلیم وتربیت اور اصلاح وتذکیر اور دعوت وتبلیغ میں لگے رہنے کی تعلیم

وتلقین فرمائی، حضرت شیخ کے اس مبارک سلسلے میں داخل ہونے کے بعد آپ کے ذاتی جوہر کھلے اور دن بدن ترقی کے مدارج طے کرتے ہوئے شہرت وناموری کے بلند مقام پر فائز ہوئے۔

• • •

مذکورہ صفات ومحاسن کے علاوہ آپ کی شخصیت کو جس چیز نے ابناءِ زمانہ میں ممتاز اور فرد فرید بنایا وہ آپ کی ذاتی محنت اور شوق وطلب ہے آپ کی پوری زندگی اس کی اعلی مثال ہے آپ نے کسی مقام پر پہنچ کر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے والہانہ جذبہ عمل اور لگن سے آگے بڑھتے رہے زندگی کے اس طویل دورانیہ میں آپ نے سرد وگرم حالات بھی دیکھے، غیروں نے بھی ملامت کی، اپنوں نے بھی ساتھ چھوڑا لیکن راہ حق کے اس مسافر کا سفر جاری رہا اور اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ قوم وملت کی خدمت کے لیے وقف کر کے اس دنیا سے رخصت ہوا۔

• • •

اس وقت جب کہ مسلمانوں کو عالمی سطح پر شدید مشکلات ومسائل کا سامنا ہے اور آئے دن نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں، اور مسائل کو حل کرنے اور فتنوں کی سرکوبی کے لیے مناسب وموزوں شخصیات کا فقدان ایک ملی مسئلہ بن چکا ہے، آپ جیسے ولی صفت انسان کا وجود کسی نعمتِ عظمی سے کم نہیں تھا؛ اس لیے کہ آپ کی خدمات کا دائرہ غیر محدود تھا اور لوگوں کی خیر خواہی اور نفع رسانی کا جذبہ آپ کے رگ وریشہ میں پیوست تھا راہِ ہدایت سے برگشتہ لوگوں کو صراطِ مستقیم پر لانے کے لیے آپ نے درس وتدریس، وعظ ونصیحت، مجالسِ ذکر ودعاء، خانقاہی نظام، مکاتب ومدارس کا قیام، تصنیف وتالیف، دینی اجتماعات اور رفاہی وملی اموروغیرہ تمام کام بحسن وخوبی انجام دیئے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم واجازت سے آپ نے برطانیہ میں ۱۹۷۳ء میں دارالعلوم کی بنیاد ڈالی، آپ کا قائم کردہ یہ ادارہ اس وقت یورپ کا مرکزی ادارہ ہے، جس کے فیض یافتگان کی تعداد بے شمار ہے اور جو اس وقت نہ صرف یورپ بلکہ دنیا کے دیگر خطوں وعلاقوں میں بھی فروغِ دین کا بہت بڑا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔

دارالعلوم ہولکمب بری کے علاوہ بریڈفورڈ شہر میں طالبات کے لیے جامعہ الامام محمد زکریا اور طلبہ کے لیے مدرسہ مصباح العلوم قائم فرمایا علاوہ ازیں برطانیہ کے مختلف شہروں میں مزید کئی دینی مدارس قائم کئے، جن میں مدینۃ العلوم گڈمنسٹر مرکز العلوم بلیک بورن، مدرسۃ الامام محمد زکریا بولٹن، مدرسۃ الامام محمد زکریا

پرسٹن، از ہر اکیڈمی لندن، المرکز العلمی ڈیوزبری اور زکریا جامع مسجد بولٹن شامل ہیں، یہ تمام ادارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی فکر ولگن کا منھ بولتا ثبوت ہیں، واقف کاروں کا کہنا ہے کہ اس وقت یورپ میں جہاں بھی آپ کو دینی نقل وحرکت نظر آئے گی خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو اس کے احیاء واجراء میں بالواسطہ یا بلا واسطہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نمایاں حصہ وکردار نظر آئے گا۔

اس کے علاوہ تصنیف وتالیف اور بحث وتحقیق کے میدان میں بھی آپ نے گراں قدر اپنی علمی یادگار چھوڑی ہیں، جو آپ کو ہمیشہ زندہ رکھیں گی، ہمارے محدود علم ومطالعہ کے مطابق ''اضواء البیان فی ترجمۃ القرآن، اطاعتِ رسول، جمال محمدی کی جلوہ گاہیں، محبت نامے، میرے بھائی جان (سوانح حیات حضرت مولانا عبد الرحیم متالا)، بزرگوں کے وصال کے احوال وغیرہ'' معروف ومتداول ہیں اور اہل علم کے درمیان قبولیتِ عامہ ہے۔

اللہ تعالی آپ کی تعلیمی وتربیتی، اصلاحی ودعوتی، تصنیفی وتحقیقی خدمات کو قبول فرمائے، اور آپ کے پیغام ومشن کو آپ کے طرز وفکر کے مطابق آگے بڑھانے والے مخلص وبے لوث افراد عطا فرمائے، اور آپ کے فرزند گرامی قدر جناب مولانا محمد متالا صاحب حفظہ اللہ ورعاہ اور آپ کے جملہ افرادِ خاندان ومحبین ومتعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، اور ہم تمام خدامِ دین کو سلف صالحین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

• • •

ہم سے اور ہمارے ادارے مرکز الامام رحمت اللہ الکیرانوی (کیرانہ شاملی انڈیا) اور اس کے تحت چلنے والے تمام اداروں بالخصوص ناظم اعلی وشیخ الحدیث مرکز حضرت مولانا قاری عابد حسین صاحب ندوی مدظلہ العالی سے چونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خصوصی تعلق ولگاؤ تھا اور وہ ہماری ہر چھوٹی بڑی دینی کاوش کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اس لیے ہمارا فرض تھا کہ آپ کی شخصیت کو خراجِ عقیدت ومحبت پیش کریں اور امت کو آپ کے پیغام ومشن سے واقف کرائیں'' آثارِ رحمت'' کی اس خصوصی اشاعت کا اہتمام انہی مقاصد کی تکمیل کے لیے کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالی قبول فرمائے اور اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ (آمین)

○❖○

مقالات ومضامین

مولانا محمد یوسف متالا علیہ الرحمہ
ایک مخلص داعی ومربی اور مصنف ومحقق عالم دین

(حضرت مولانا سید) محمد رابع حسنی ندوی ۞

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين وخاتم النبيين سيدنا محمد بن عبد الله الأمين، وعلى آله وصحبه أجمعين، وعلى من تبعهم بإحسان ودعا بدعوتهم إلى يوم الدين وبعد!

ادھر چند مہینوں کے اندر جن اہم شخصیتوں نے وفات پائی، ان میں ایک اہم نام مولانا محمد یوسف متالا علیہ الرحمۃ کا بھی ہے جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے ممتاز تلامذہ اور ممتاز وفائق مسترشدین میں بھی تھے، جن سے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کو ان کے زمانۂ طالب علمی سے بڑا تعلق رہا تھا اور مظاہر علوم سہارنپور میں ان کے درس حدیث سے استفادہ کے ساتھ خدمت وصحبت میں رہنے کا شرف بھی حاصل کیا تھا، پھر جب حضرت شیخ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو انہوں نے بھی مدینہ منورہ کا قیام اختیار کیا اور حضرت شیخ کے برابر منظور نظر رہے تھے، پھر حضرت شیخ ہی کے حکم سے برطانیہ کا قیام اختیار کیا اور ''ہول کمب بری لندن'' میں دارالعلوم کی بناڈالی اور اس طرح ایک اچھا تعلیمی مرکز وہاں قائم ہوگیا جو یورپ میں ایک اچھا دینی تعلیمی مرکز ہونے کے ساتھ تربیتی مرکز کی بھی شکل اختیار کرگیا ہے اور دورۂ حدیث کی تعلیم کا بھی وہاں بندوبست ہے، حضرت مولانا محمد یوسف متالا علیہ الرحمۃ اس کے بانی وناظم ہونے کے ساتھ شیخ الحدیث بھی تھے اور بخاری شریف کا درس دیتے تھے، ان کے دروس کے مجموعے دیکھ کر اندازہ ہوا کہ وہ دردوسوز اور عشق ومحبتِ رسول کے ساتھ وسیع مطالعہ بھی رکھتے تھے جس کی ''جمال محمدی'' کے نام سے کئی جلدیں طبع ہوچکی ہیں، ''مصباح القاری علی صحیح البخاری'' ان کی حدیثی خدمت کا اچھا نمونہ ہے۔

انہوں نے تربیت وارشاد، انتظام، درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کے ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی شغل

۞ ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

رکھااور مختلف موضوعات پر کئی اہم کتابیں تصنیف کیں جن میں ان کے اپنے شیخ ومرشد حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے خطوط کے مجموعے بھی ہیں، جوان کے اوران کے بڑے بھائی مولانا عبدالرحیم متالاؒ اور حضرت مولانا سیدابوالحسن علی حسنی ندویؒ وغیرہ دوسرے علماء کے نام ہیں، اس کے علاوہ ان کی کئی دینی وتربیتی مجالس ومواعظ وملفوظات بھی شائع ہوکر سامنے آچکے ہیں۔ اپنے بڑے بھائی مولانا شاہ عبدالرحیم متالا علیہ الرحمۃ کے احوال وآثار پر''بڑے بھائی جان'' کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی۔

ان کی اہم کتابوں میں ایک اہم کتاب ''اطاعت رسول'' ہے جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، ''مشائخ احمد آباد'' بھی اچھی تحقیقی تصنیف ہے، جس سے راقم نے بھی اپنے ایک مقالہ میں استفادہ کیا تھا جو راقم کی کتاب ''تحفہ گجرات'' میں شامل ہے۔

ان کے دارالعلوم میں ان کے شیخ ومرشد شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی تشریف آوری بھی ہوتی تھی جوان کے لیے بہت بڑے شرف کی بات ہے اور بڑی آرزو وتمنا کی تکمیل تھی، راقم السطور کو بھی خال معظم سیدابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے قافلہ کے ساتھ حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اوران کی خدمات کو دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اس کا فیضان دور دور تک پہنچ رہا ہے اور امریکہ، کناڈا، یورپ اور افریقہ کے مختلف ملکوں میں اس کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں، یہ ان کی اپنے شیخ ومربی حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی بات ماننے اور خدمت میں رہنے کے شوق وجذبہ پر اطاعت کو ترجیح دینے کی کھلی برکات ہیں اوراس کا فائدہ تربیت وارشاد کی تاریخ میں بار بار دیکھا گیا ہے اوراس کے محیر العقول نتائج واثرات سامنے آئے ہیں، وہ اوران کے بھائی مولانا عبدالرحیم متالا حقیقی بھائی ہونے کے ساتھ اپنے شیخ کے منظور نظر تھے، اوران پر کتنا اعتماد اور شفقت فرماتے تھے، میں نے بھی یہ دیکھا، حضرت شیخ کے یہاں حاضری کے موقع پر اسی کا تجربہ ہوتا تھا۔

ادھر انہوں نے راقم کو اپنی کئی تصنیفات تحفہ میں بھیجی تھیں اوران کی رسید بھی ان کو روانہ کردی گئی تھی، بعض اہل تعلق کے ذریعہ فون سے بات بھی ہوجایا کرتی تھی اور تعلق ومحبت کے پیغام بھی موصول ہوتے تھے۔ انہی کتابوں میں جوانہوں نے بھیجی تھیں اردو ترجمہ قرآن ''اضواء البیان'' ایک اچھے انداز سے کیا گیا ترجمہ نظر آیا اور ''جامع السیر'' کے نام سے سیرت پاک پر ایک کتاب ہے جو سیرت پر ان کے مختلف مضامین کا مجموعہ ہے۔

نئے سال کے آغاز میں معلوم ہوا کہ وہ کناڈا کے ایک دعوتی سفر میں اچانک بیمار ہوئے اور وہیں اسپتال میں ان کو داخل کرایا گیا جہاں ۱۰؍محرم الحرام ۱۴۴۱ھ کو ۷۶؍سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی

اور وہیں تدفین عمل میں آئی، جہاں ان کے ایک قریبی عزیز اور خلیفہ مولانا محمد زکریا پٹیل مقیم ہیں اور ٹورینٹو کی اہم مسجد ''مسجد التقوی'' کے امام وخطیب ہیں۔ مولانا مرحوم کے صاحبزادے مولوی محمد متالا نیک صالح نوجوان ہیں، اللہ تعالی ان کو اپنے والد محترم کے نقش قدم پر رکھے اور ظاہری وباطنی ترقیات سے نوازے۔

مقام مسرت ہے کہ ان کے اہل تعلق میں ایک محب مخلص مولوی عابد حسین کیرانوی ندوی مجلہ ''آثار رحمت'' کا خصوصی شمارہ ان کی حیات وخدمات سے متعلق نکال رہے ہیں، ان کی خواہش پر یہ مضمون تحریر کیا گیا اور یہ مولانا محمد یوسف متالا صاحب علیہ الرحمۃ کا حق بھی تھا کہ انہوں نے سخت حالات اور مشکلات میں دین ودعوت دین کا کام کیا۔ اللہ تعالی انہیں اس کی بہترین جزاعطا فرمائے اور ان کے مراتب خوب بلند فرمائے (آمین)۔

❍❖❍

مقالات ومضامین

حضرت مولانا محمد یوسف متالا رحمۃ اللہ علیہ (برطانیہ)

مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی ۞

حضرت مولانا محمد یوسف متالا نوراللہ مرقدہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم متالا علیہ الرحمہ کے چھوٹے بھائی اور ورسٹھی گجرات کے رہنے والے تھے، ورسٹھی میں یکم محرم الحرام ۱۳۶۶ھ (۲۵/نومبر ۱۹۴۶ء) میں پیدا ہوئے، مظاہر علوم سہارن پور میں مشکوٰۃ شریف اور دورۂ حدیث کی تعلیم حاصل کر کے حضرت حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہ کے مکمل تابع ہوکر زندگی گزاری، اجازت وخلافت سے بھی سرفراز ہوئے اور مدینہ منورہ میں ان کے قیام میں ساتھ رہے پھر انہی کے حکم سے ہولکمبری، برطانیہ میں دارالعلوم قائم کیا اور دورۂ حدیث قائم کر کے تا حال اس کے شیخ الحدیث رہے، حضرۃ الشیخ جونپوری کے بھی ارشد تلامذہ وخلفاء میں ہیں، جن سے مشکوٰۃ شریف وسنن ابوداؤد کا سبق لینے کا شرف حاصل ہے، بخاری شریف حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی سے پڑھی اور حضرۃ الشیخ جونپوری کے لئے ان کے مرشد ومربی واستاذ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نے اپنے ایک مکتوب کے ذریعہ ان کو چالیس سال سے زائد عرصہ تک بخاری شریف کے درس کی بشارت دی تھی اس کا سبب یہی مولانا محمد یوسف متالا مدظلہ جمعہ کے ایک واقعہ سے بنے تھے، جب جمعہ سے پہلے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے درس بخاری میں شرکت کی تھی اور حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے حضرت مولانا محمد یوسف متالا علیہ الرحمہ کو کھانے میں نہ دیکھ کر جستجو کی کہ وہ کہاں رہ گئے، ان کے نہ آنے پر حضرت شیخ قدس سرہ نے علامہ جونپوری کو تنبیہ فرمائی کہ جب تمہیں معلوم تھا کہ ہم طلبہ کو لے کر بیٹھ چکے ہیں تو تم انہیں جمعہ کے بعد کیوں لے کر بیٹھے، شیخ جونپوری نے بغیر کسی تاویل کے عرض کیا کہ حضرت غلطی ہوگئی، معاف فرمائیں، یہ ادا حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو اتنی پسند آئی کہ ان کو تاریخی بشارت والا مکتوب لکھا، جس میں چالیس سال سے زائد عرصہ تک تدریس حدیث کی خدمت کا اشارہ تھا، شیخ جونپوری نے نہ صرف وہ مدت پوری کی بلکہ اس سے آگے نکل

۞ استاذ مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور رائے بریلی ونائب مدیر ''تعمیر حیات''، لکھنؤ۔

گئے اور پورے پچاس سال بخاری شریف کا اور ۵۴ سال حدیث شریف کا اور دوسری کتابوں کا مسلسل درس دیا، مولانا محمد یوسف متالا علیہ الرحمہ سے اللہ تعالیٰ نے بڑا اصلاحی دعوتی تربیتی تعلیمی اور رشد وہدایت کا کام لیا، اور ان سے برطانیہ میں دارالعلوم کی بنیاد ڈلوائی جو یورپ کی سب سے بڑی دینی درسگاہ ہے، اور تعلیم وتبلیغ وتربیت کا بڑا مرکز ہے، حضرت شیخ جونپوری نوراللہ مرقدہ کا معمول رہا کہ وہاں وہ ختم بخاری شریف کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے تھے، دینی وعلمی اسفار کے باب میں اس کے بعض نمونے گزر چکے ہیں، حضرت شیخ جونپوری نے باوجود حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ان کے مجاز خلیفہ ہونے کے خود بھی اجازت بیعت وارشاد سے نوازا جو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی اجازت کے علاوہ سلسلہ تھانوی میں حضرت مولانا اسعد اللہ (متوفی ۱۳۹۹ھ) کی اجازت کا امتداد ہے اس کے علاوہ حدیث شریف کی اجازت مزید ہے۔

دونوں کے درمیان تعلق کو سمجھنے کے لئے ان کی باہمی مراسلت سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

حضرت شیخ جونپوری نے اپنے والد شیخ شبیر احمد کی وفات پر جو ۲۴ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ کو ہوئی تھی، حضرت مولانا محمد یوسف متالا علیہ الرحمہ کو لکھا تھا:

عزیز مکرم سلمہ اللہ وبارک فی علمہ وعرفانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک پرچہ ایک صاحب کے خط میں لکھا ہے، غالباً آپ کو مل گیا ہوگا اس میں یہ لکھا تھا کہ ۲۴ ربیع الاول کی رات میں والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوگئی ان کے لئے دعائے مغفرت وایصال ثواب کریں، مجھ پر احسان ہوگا۔ (۱)

حضرت شیخ جونپوری نوراللہ مرقدہ حضرت مولانا محمد یوسف متالا کو ان کے زمانہ قیام مدینہ منورہ میں لکھتے ہیں:

''اگر روضہ پاک پر حاضری ہو تو صلوٰۃ وسلام غلامانہ پیش کرکے دعا کی درخواست کردیں، بس یہ خواہش ہے کہ مرنے سے قبل حقوق اللہ وحقوق العباد ادا ہوجائیں اور موت اس حال میں آئے کہ اللہ تعالیٰ بندہ سے راضی ہو اور بندہ اپنے مالک سے، آمین یا اکرم الاکرمین ویا ارحم الراحمین، سفر بعید ولا زاد والی بات ہے لیکن رب کریم سے معاملہ ہے، باوجود نااہلی اور عدم استحقاق

کے کرم ہی پر دارومدار ہے، ذات کریم سے کرم ہی کی لو لگا رکھی ہے، آگے خالی ہاتھ ہیں ”لا تقنطوا من رحمة الله“ پر نظر جاتی ہے اور افضل ما نعد ”شهادة أن لا اله الا الله“ بار بار یاد آتا ہے، والمطلوب من الكريم الخاتمة الحسنىٰ والعفو والكرم۔“

والسلام

بندہ عاصی محمد یونس عفا اللہ عنہ

۹ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ۔ (۲)

حضرت شیخ کے تلمیذ رشید مولانا محمد یوسف متالا علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ”عنایت نامے“ میں اپنے نام حضرت مولانا محمد یونس جونپوری کے جو خطوط درج کئے ہیں، اس میں ایک خط میں ایک تنبیہ بھی ہے جس سے ان کی صاف گوئی اور تربیتی مزاج بہت صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے، یہ نامہ تربیت مظاہر علوم سہارنپور سے ۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ کا لکھا ہوا ہے، وہ لکھتے ہیں:

”بندہ کی کوئی کتاب کسی مودودی کے پاس نہیں ہے، بندہ کو آپ سے زیادہ اپنے دین کی فکر ہے، گو اپنی نا اہلی سد راہ بنی ہوئی ہے، حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صاحب کو جن کو ندوۃ العلماء میں حدیث پاک کا مدرس بنانا تھا یہاں چند سال قبل حدیث پاک پڑھنے کے لئے بھیجا تھا، فراغت کے بعد انہوں نے کچھ حواشی نقل کئے تھے، میری معلومات میں وہ مودودی نہیں تھے، آپ کا ہزاروں میل دور بیٹھ کر بدگمانی کرنا اور طعن کے انداز میں تحریر لکھنا اذیت اور رنج بے نہایت ہے، وإلى الله المشتكى۔ (۱)

محمد یونس

حضرت مولانا محمد یوسف متالا علیہ الرحمہ کے نام ایک مکتوب جوان کے اور ان کے دوستوں کے ہدایا کے اظہار تاثر پر مبنی ہے جو ان کے خصوصی تعلق کا اظہار کرتا ہے، حضرۃ الشیخ جونپوری رقم طراز ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز گرامی محب سامی بارک الله في علمكم وعرفانكم

آپ کے خطوط اور ساتھ ہی ہدایا بھی ملتے رہتے ہیں، جزاکم اللہ خیر الجزاء، آپ کے دوست بھائی بشیر صاحب کا ارادہ معلوم ہوا، اللہ پاک ان کی جان و مال میں برکت دے اور آفات سے بچائے، آمین، لیکن یہ ناچیز اس قابل نہیں اس لئے معذرت ہے اس میں سب سے بڑا نقصان یہ ہے، کہ طبیعت ان کے ہدیہ کی

منتظر ہو جانے لگے گی، جو کریم آقا بندہ پروری کر رہے ہیں اس کے کرم ہی کی طرف نظر چاہئے، اور اگر کوئی بغیر التزام کے ہدیہ کرتا ہے یا ایسا التزام جس کی طرف توجہ نہیں ہوتی تو اس کا ہدیہ اگر کوئی دوسرا مانع نہ ہو، اللہ کا انعام ہے، اس کے قبول کرنے میں کیا تامل ہوسکتا ہے، وہ تو موجب شکر ہے۔

اللہ آپ کے گھر ہر طرح کی عافیت رکھے، ولد صالح عطا کرے، اہلیہ کو کوئی تعویذ لکھ کر ضرور باندھ دیں، اور یا حفیظ یا حافظ پڑھتے رہیں۔

والسلام

محمد یونس

۲۱ رشوال المکرم ۱۴۱۹ھ

مولانا محمد یوسف متالا علیہ الرحمہ کے نام دوسرے خطوط سے بھی مولانا کا تعلق ظاہر ہوتا ہے وہ دعائیہ جملوں میں تعلق کا اظہار اس طرح کرتے ہیں، سلکم اللہ تعالیٰ، سلمہ اللہ وبارک فی علمہ وعرفانہ، بارک اللہ فی علمکم وعرفانکم، سلمہ اللہ ورقاہ مدارج الکمال۔ سلمکم اللہ ورقاکم درجات الکمال، زاد لطفکم، زید مجدکم وغیرہ، اور خود اپنے لئے دعا کی طلب اس طرح سے ہے۔

''اس ناکارہ کے لئے خیر وصلاح، عزت وآبرو کی حفاظت اور علمی وروحانی ترقی کے لئے دل سے کرتے رہیں۔''

جبکہ انہی مکتوبات میں مکتوب مورخہ ۱۱ رشوال المکرم ۱۴۰۸ھ میں ان کے لئے دعا کے اپنے معمول کو اس طرح لکھا ہے۔

''میں آپ کے لیے صلاح وفلاح وترقیات اور آپ کے مدرسہ کے لئے ترقیات ظاہرہ ومعنویہ اور شرور سے کلی حفاظت کے لئے دل سے دعائیں کرتا ہوں۔(۱)

افسوس کہ یہ عظیم داعی ومربی اور معلم شخصیت جو اپنی تصنیفات اور مواعظ اور روح پرور مجالس کے ذریعہ بھی معروف ومقبول تھی، اس نسبت سے کناڈا کے ایک سفر میں بیمار ہوئے اور چند روز علیل رہ کر ۱۰ رمحرم الحرام ۱۴۴۱ھ (۸ رستمبر ۲۰۱۹ء) کو ۷۷ سال کی عمر میں بوقت مغرب داعی اجل کو لبیک کہا اور کناڈا میں ہی تدفین عمل میں آئی، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون، اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ وادخلہ فی العلیین مع الأبرار المقربین۔

مرشد الامہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے اپنے تعزیتی پیغام میں فرمایا کہ:

''آج صبح یہ خبر صاعقہ اثر سننے میں آئی، کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کے جلیل القدر خلیفہ حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب جو موجودہ دور کے علماء واہل اللہ میں نمایاں مقام رکھتے تھے اور یورپ وافریقہ میں جن کا دینی فیض پھیل رہا تھا، اللہ نے انہیں اپنے یہاں بلا لیا۔(إنا للہ وإنا إلیہ راجعون)

اللہ تعالیٰ کا کوئی امر حکمت سے خالی نہیں ہوتا، دنیا میں اللہ نے ان کی جو زندگی رکھی تھی اس کو انہوں نے اللہ کے دین کی نصرت واعانت میں صرف کیا اور اب وہ اس کا صلہ عالم برزخ میں حاصل کر رہے ہوں گے، دین کی خدمت، علم کی اشاعت اور تعلیم وتبلیغ کا عمل ان کو بہت فائدہ پہونچا رہا ہوگا۔

حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب کی شخصیت بڑی تاثیر کی حامل تھی اور ان کے ذریعہ سے لوگوں کو بہت فائدہ پہونچ رہا تھا، قریبی دور میں مولانا کے بہت قریبی اور اہم لوگ جانشین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب، حضرت مولانا یونس جونپوری صاحب جلد جلد اس دنیا سے رخصت ہوئے، ایسے پرفتن دور میں اہل اللہ کا کثرت سے چلے جانا امت کے لئے خسارہ عظیم ہے، اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو ان کا بدل عطا فرمائے، اور امت کی دشواریوں کو دور فرمائے۔''

حضرت شیخ یوسف متالا علیہ الرحمہ نے اپنے پیچھے اولاد، شاگردوں، مریدوں اور خلفاء کی ایک بڑی تعداد اور تصنیفات کا ذخیرہ چھوڑا، جن میں اضواء البیان (اردو ترجمۂ قرآن مجید)، جمال محمدی درس بخاری کے آئینہ میں اور مصباح القاری (درس بخاری) مکاتیب شیخ الحدیث، مشائخ احمد آباد، ائمۂ اربعہ اور تصوف، شام وہند کے اولیائے کرام، خاص طور پر قابل ذکر کتابیں ہیں۔

ُمد کی سنت کو زندہ کرنے کے لئے بڑی تعداد میں اس کو بنوا کر عام کرائے، اور اس طرح فرائض اور سنن کے احیاء کے جذبہ سے ان کے کام برابر سامنے آتے رہے، جو ان کے لئے صدقۂ جاریہ کا کام دیں گے۔(ان شاء اللہ)

❍❖❍

دی اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں...

مولانا مطلوب حسن ندوی ❁

حضرت مولانا محمد یوسف متالا رحمۃ اللہ علیہ (۲۵؍نومبر ۱۹۴۶ء-۱۰؍ستمبر ۲۰۱۹ء) کا نامِ نامی آتے ہی ایک ایسے داعی حق کا تصور ذہن ودماغ کے پردوں پر گردش کرنے لگتا ہے؛ جن کی زندگی ''اتمام توحید'' کے لیے وقف تھی۔ ''میراثِ خلیل'' سرزمین فرزندانِ تثلیث پر تاحیات تقسیم کرتے رہے۔ اور اِس شان کے ساتھ تقسیم کرتے رہے؛ کہ دیکھتے ہی دیکھتے تثلیثی گلی کوچوں میں خلیلی شان کے مردانِ حق نظر آنے لگے۔ ''نغمہ ہندی ہے تو کیا، لے تو حجازی ہے مری'' شاید شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے ایسے ہی مردانِ حق کے بارے میں کہا تھا۔ ایسی ''لے'' کہ جس کی طرف چھوٹے بڑے، بوڑھے جوان، مرد عورت کشاں کشاں کھنچے آتے گیے۔ متشرع چہرے، اسلامی لباس، شرعی حجاب، سروں پر ٹوپی ہی نہیں بلکہ پگڑیاں، ہاتھوں میں تسبیحیں، آتے جاتے، سفر کرتے گاڑیوں میں قرآن واحادیث پر مبنی خوبصورت چلتی آڈیو- ویڈیو کیسٹوں کے پیچھے انہی جیسے داعیانِ حق کی قربانیاں ہیں۔ اِس ہندی مؤذن نے ''لے حجازی'' میں ڈوب کر ایسی منادی لگائی؛ کہ کلیساؤں میں بھی یہ ندا سنائی دی۔ کتنے ہی کلیساؤں نے تثلیث کا رخ چھوڑ کر کعبۂ خلیل کو اپنا مرکز بنایا۔ اور اقبالؒ نے جو کہا تھا کہ: ''دی اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں''

کی سچی تصویر اس ''مرد خدا'' نے پیش کی۔ حضرت مولانا محمد یوسف متالا (رحمۃ اللہ علیہ) کی دینی خدمات اِس قدر ہمہ جہتی ہیں کہ اُن کا احاطہ اس مختصر سے مضمون میں ناممکن ہے۔ اُن کا قائم کردہ دینی، علمی، دعوتی، ثقافتی ادارہ دارالعلوم ہولکمب بری یورپ کی سرزمین (بریطانیہ) میں ام المدارس کی حیثیت رکھتا ہے۔ سیکڑوں مکاتب ومدارس کا قیام دارالعلوم بری کی خدمات کا صدقہ ہے۔ یورپ وافریقہ کا شاید کوئی قابلِ لحاظ ادارہ ایسا نہیں؛ جس کا تعلق علمی یا روحانی اس ادارے سے نہ ہو۔ ۱۴۰ھ میں امامِ مالک رحمۃ اللہ کی موطا مرتب ہوئی۔ امامِ مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ اور لوگ بھی موطا کے نام سے کتابیں مرتب کر رہے ہیں۔ امامِ مالکؒ نے برجستہ یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا۔ ''حسن نیت کو بقا ہے'' حضرت موصوف

❁ شیخ الحدیث وناظم تعلیمات جامعہ خدیجۃ الکبری للبنات پہلی مزرعہ (ہریانہ)

علیہ الرحمۃ کوتو اُن کے رب نے اپنے حضور بلا لیا ہے۔لیکن اُن کا لگایا ہوا یہ پودا سدا پر بہار رہے گا۔علم وعمل کے پھول اِس سے ملتے رہیں گے۔اخلاص کے پانی سے سینچا ہوا چمن کبھی مرجھایا نہیں کرتا۔

اول و آخر فنا، ظاہر و باطن فنا ❖ نقشِ کہن ہو، کہ نو منزل آخر فنا

ہے مگر اُس نقش میں رنگ ثبات ودوام ❖ کیا ہو جس کو کسی مردِ خدا نے تمام

حضرت مولانا محمد یوسف متالاؒ ۲۵ ؍نومبر ۱۹۴۶ءکوصوبۂ گجرات کے ضلع سورت کے ایک معمولی سے گاؤں ورسٹھی میں ایک متدین گھرانہ میں پیدا ہوئے۔معمول کے مطابق ابتدائی تعلیم اپنے ہی گاؤں کے ایک دینی مدرسہ ترغیب القرآن میں حاصل کر کے مدرسہ جامعہ حسینیہ راندیر میں داخل ہوئے۔ہدایہ اولین تک اِسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی، بعد ازاں برصغیر ہندو پاک کے مشہور ومعروف دینی ادارے مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لے کر اساطینِ علم وفضل سے کسب فیض کیا، اور اِسی نامور درسگاہ سے سند فراغت حاصل کی۔ریحانۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونسؒ،موجودہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عاقل صاحب دامت برکاتہم ،امام الفقہ حضرت مولانا مفتی محمد یحیٰؒ،فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ آپ کے مشہور اساتذہ میں سے ہیں۔

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ’’تصوف زبدۂ عمل باحکام شریعت ہے‘‘سچ یہ ہے کہ جتنے بھی بڑے کام ہوئے ہیں، وہ سب ان علمائے ربانیین کے ذریعے وقوع پذیر ہوئے جو تزکیہ واحسان کی سان پر چڑھ کندن ہو کر نکلے۔ظاہری علوم وفنون کے ماہرین بہت ملیں گے۔میدانِ خطابت کے شہسوار اپنے جوہر خطابت کے جھنڈے گاڑتے ہرسُونظر آئیں گے۔اصحاب قلم کے نوک قلم سے نکلے ہوئے نقوش صفحۂ قرطاس پر بکھرے ہوئے ملیں گے؛لیکن ان مردانِ حق اور بقول شاعر اسلام علامہ محمد اقبالؒ ’’مردمومن‘‘ کی شان ہی الگ ہوتی ہے۔دلوں کی کایا پلٹ انہی خاصانِ خدا کی ’’نگاہِ اکسیر‘‘ کا کرشمہ ہوتی ہے۔تزکیہ واحسان کے سانچے میں ڈھل کر نکلنے والے کی مثال زمین کی سی ہوجاتی ہے؛جس پر نیک و بد سبھی طرح کے لوگ چلتے ہیں۔وہ بادلوں کی طرح ہوجاتا ہے جو اپنا سایہ ہر ایک چیز پر یکساں ڈالتے ہیں۔وہ مینہ کی طرح ہوجاتا ہے جو ہر چیز کو یکساں سیراب کرتا ہے۔

سرزمین یورپ وافریقہ کا یہ داعی حق دورانِ تعلیم ہی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے اُس وقت کے شیخ الحدیث، برکتہ العصر،فضیل زمانہ،اکابرین امت کے منظورِ نظر، ہزاروں علماء،فقہاء،دعاۃ،اُدباء کے مرشد و مربی حضرت مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ کی صحبت باصفا میں آیا،اور ایسا آیا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُن کی آنکھوں کا تارا اور دل کا پیارا بن بیٹھا۔اوراس شیخ زمن کی بھی ان پر ایسی نظرِ کرم پڑی کہ یہ یوسف، یوسف

شمع محفل عشق بن گیا۔ اقبالؒ کا یہ شعر حضرت شیخ اپنے اس یوسف کو دیکھ کر ضرور گنگناتے ہوں گے۔

وہ میرا یوسفِ ثانی وہ شمع محفل عشق ❖ ہوئی ہے جس کی اخوت قرارِ جاں مجھ کو

حضرت مولانا محمد یوسف متالاؒ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم قرآن وحدیث میں بھی تفقہ حاصل تھا۔ علوم حدیث کے ساتھ ساتھ علوم قرآن پر اُن کی گہری نظر تھی۔ اس کی مثال ان کا وہ علمی کارنامہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا، اور وہ ہے۔ تفسیر وترجمۂ قرآنِ کریم جو ''اضواء البیان'' کے نام سے علمی حلقوں میں مقبول ومشہور ہے۔ یہ ترجمہ آسان بھی ہے، جامع ومانع بھی۔ کئی زبانوں (ہندی، گجراتی، انگلش) میں اس کے ترجمے بھی ہوئے۔ اس کے علاوہ اور دوسرے مختلف علوم وفنون میں بھی اہم تصانیف موجود ہیں۔ جن میں چند مشہور تصانیف یہ ہیں:- اسناد الصحیح، احوال الصادقین والکبار عند الموت، تاریخ مشائخ احمد آباد، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی اور ان کے خلفائے کرام۔ ان کے علاوہ اور بہت سے مختلف رسائل اور پمفلٹس۔ ان علمی ووقیع تصانیف کے علاوہ حضرت داعی حقؒ کے روحانی اور علمی شاگردوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ جو حضرت کے مشن کو بہت محنت کے ساتھ آگے بڑھا رہے ہیں۔ اور

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

کا مصداق ہیں۔

ان میں سے چند مشہور شاگردوں اور مستفیدین کے نام یہ ہیں:- مولانا مفتی شبیر احمد، مفتی عبد الصمد، مولانا ریاض الحق صاحب، مفتی محمد بن آدم الکوثری وغیرہم۔ حضرت داعی حقؒ کی متحرک زندگی نے اپنے منتسبین کی زندگیوں میں مقصدی زندگی کا عنصر غالب کیا۔ کہ جو کرو اللہ کے لیے کرو۔ اور با مقصد واصولی زندگی گزاروں۔ لگے رہو ہمت نہ ہارو، زندگی نام ہی ہے جہد مسلسل کا۔ حضرت داعی حقؒ جہد مسلسل کا زریں عنوان تھے۔

ماز تخلیق مقاصد زندہ ایم ❖ ازشعاعِ آرزو تابندہ ایم

راہِ حق کا یہ مسافر اپنے رب کے حضور حاضر ہو چکا ہے۔ ظلمتوں میں نور کی کرن بن کر بکھرنے والا یہ چاند ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مطلع یورپ وافریقہ سے غروب ہو چکا ہے۔ اپنے درجنوں اکابر امت کا یہ منظور نظر اب ہمارے درمیان میں نہ رہا۔ ۱۰ رمحرم ۱۴۴۱ھ- ۱۰ رستمبر ۲۰۱۹ء کو اپنے ہزاروں معتقدین ومنتسبین کو سوگوار چھوڑ کر خلد بریں پہنچ چکا۔ آہ! تیرے جانے سے کتنا سونا سونا سا لگتا ہے یہ چمن!!!

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر ❖ خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی ترا سفر

مثل ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا ❖ نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

آسماں تری لحد پر شبنم افشانی کرے ❖ سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مقالات ومضامین

قطب یورپ حضرت مولانا یوسف متالاؒ کی مثالی تاریخی شخصیت اوران کی اہم خدمات

مولانا قاری عابد حسین ندوی ٭

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف متالا قطب الاقطاب برکۃ العصر ریحانۃ الہند حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کے ممتاز شاگردوں اجل خلفاء اور خلفاء کے اکابر اور اخص الخواص لوگوں میں سے تھے آپ کی ولادت باسعادت ضلع سورت گجرات کے ایک مشہور اور چھوٹے سے گاؤں میں ماہ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۵ رنومبر ۱۹۴۶ء کو ایک دینی گھرانے میں ہوئی آپ کے والد ماجد حضرت الحاج سیٹھ محمد سلیمان صاحب بلند پایہ اوصاف وکمالات سے متصف بڑی اعلی نسبتوں کے حامل اور کشف وکرامات رکھنے والے بزرگ اور اللہ کے ایک محبوب ومقبول بندے تھے، اور فخر الاسلام حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلیفہ حضرت مولانا عبد الغفور صاحب بنگالی مہاجر مکیؒ کے خلیفہ خاص تھے، مسلسل ریاضت و مجاہدات کی وجہ سے اور خلوت وتعلق مع اللہ کی وجہ سے اکثر اوقات حالت جذب میں رہتے تھے اور اپنی اہلیہ سے مکمل ترک تعلق کر کے ریاضت ومجاہدہ اور ذکر وشغل الہی میں تاحیات مصروف رہے۔

تعلیم وتربیت

حضرت مولانا محمد یوسف متالاؒ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ ترغیب القرآن ان نانی نرولی ضلع سورت گجرات میں ہوئی اس کے بعد ۱۹۶۱ء میں راندیر (سورت) کے مشہور ومعروف دار العلوم جامعہ حسینیہ میں داخلہ لے کر وہاں پر ہدایہ اولین تک تعلیم حاصل کی مولانا اعلی تعلیم کے لیے ہندوستان کے مشہور ادارہ مظاہر علوم سہارنپور تشریف لے گئے اور وہاں کے جلیل القدر اساتذہ کرام سے کسب فیض کیا آپ کے نامور اساتذہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے علاوہ فقیہ النفس مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ، استاذ

٭ ناظم اعلی وشیخ الحدیث مرکز ودار العلوم للبنات محمد پور کیرانہ۔

الاساتذہ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی یحییٰ صاحبؒ، محدث العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس جونپوریؒ، اور نمونہ اسلاف محدث وقت حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب مدظلہ العالی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

تعلیم تزکیہ وسلوک

تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے تزکیہ نفس اور اصلاح حال پر بھی توجہ دی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور نمایاں مقام اور قرب خاص حاصل کیا، رفتہ رفتہ حضرت شیخؒ کی عنایات توجہات اور الفتیں بڑھتی گئیں، اور ۱۳۸۹ھ میں حضرت شیخ حرمین شریفین (مکہ مکرمہ) میں اثناء قیام ماہ مبارک کے عشرۂ اخیرہ میں تراویح کے بعد اجازت وخلافت سے شرفیاب ہوئے، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اجازت دیتے ہوئے آپ کو اپنے دست مبارک سے مشلح پہنایا اور دعاؤں سے نوازا حضرت شیخؒ کمالات باطنی اور مدارج علمی کی جن بلندیوں پر فائز تھے وہ اظہر من الشمس ہے، یہی وجہ تھی کہ حضرت مولانا محمد یوسف متالا نے حضرت شیخ کی مذکورہ خصوصیات اور آپ کی بابرکت اور فیض رساں صحبت سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور جم کر حضرت شیخ کے خم کدے سے تحمل و بردباری، غیرت دینی وحمیت اسلامی، اخلاص وللّٰہیت، اتباع شریعت وسنت، دعوت واصلاح، احسان وسلوک، علم وتحقیق، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، فکر وعمل اور تعلیم وتربیت کے جام پیے، مزید برآں رب کریم نے آپ کو مطلوبہ اوصاف وکمالات اور قابل فخر مختلف امتیازات وخصوصیات سے نوازا تھا۔

دائرہ کار ومیدان عمل

اپنے شیخ و مرشد حضرت شیخ قدس سرہ کے حکم و ایماء پر آپ نے اپنی درس و تدریس، امامت وخطابت، دعوت وفکر، اصلاح وتربیت اور عمل کا میدان یورپ کو بنایا اور جبینِ وقت پر جہد وعمل کی ایک روشن تاریخ رقم کی۔

سفر یورپ

حضرت شیخ کے استشارہ واستخارہ پر نوجوانی ہی میں نئی شادی کرنے کے بعد آپ انگلینڈ تشریف لے گئے اور ایک مسجد میں امامت وخطابت اور درس وتدریس کا کام شروع کردیا اور ابتدا میں بہت سخت حالات ومصائب سے گزرنا پڑا کبیدہ خاطر ہوکر حضرت شیخ کو واپسی کا خط لکھا مگر حضرت شیخ کی خصوصی توجہات

وہدایات سے وہیں پر جمے رہے بالآخر تائید غیبی اور نصرت الٰہی سے بری مقام پر ایک دارالعلوم للبنین قائم کرلیا جو آہستہ آہستہ ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے یورپ وامریکہ کا ام المدارس بن گیا چند سالوں کے بعد دارالعلوم للبنات قائم کیا گیا ان مذکورہ دونوں دارالعلوم اور اس کے تحت چلنے والے دیگر مدارس ومکاتب سے ہزاروں طلبہ وطالبات نے اکتساب فیض کیا اس وقت یورپ کی مرکزی تعلیمی درسگاہوں میں ان کے دارالعلوم کو ایک اہم تعلیمی دعوتی اصلاحی مقام حاصل ہے نیز تصوف وسلوک کی راہ سے بھی آپ نے حیرت انگیز خدمات انجام دی ہیں اس وقت آپ کے مسترشدین، مریدین اور متوسلین میں بڑے بڑے علماء کرام، ڈاکٹرز اور اسکالرز شامل ہیں اور یہ سلسلہ دنیا کے کئی ممالک خصوصا یورپ وامریکا کینیڈا افریقہ کے مختلف خطوں تک پھیلا ہوا ہے اور خلق کثیر نے آپ کے فیضان علمی وروحانی سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

ذیل میں ہم اپنی معلومات اور تحقیقات کے مطابق آپ کے خلفاء ومجازین بیعت وارشاد اور تلامذہ ومسترشدین کی فہرست دے رہے ہیں، جنہوں نے حضرتؒ سے علمی وروحانی فیض حاصل کیا ہے اور باضابطہ آپ کے سلسلۂ سلوک واحسان سے منسلک ہوکر خدمت دین وملت میں لگے ہوئے ہیں۔

١	حضرت مولانا حافظ احمد صاحب دامت برکاتہم	امام جامع مسجد ری یونین
٢	حضرت الحاج بھائی انور صاحب دامت برکاتہم	خادم دارالعلوم بری (برطانیہ)
٣	حضرت الحاج حافظ محمد پٹیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ	امیر تبلیغ جماعت (یورپ)
٤	حضرت مولانا آدم لونت صاحب دامت برکاتہم	امام وخطیب جامع مسجد لیسٹر (برطانیہ)
٥	حضرت مولانا نوشاد عزیز صاحب 〃	شیخ الحدیث دارالعلوم بری (برطانیہ)
٦	حضرت مولانا زکریا پٹیل صاحب 〃	امام خطیب مسجد تقوی، ٹورنٹو (کینیڈا)
٧	حضرت مولانا یوسف لورگت صاحب 〃	استاذ حدیث مدینۃ العلوم (کڈمنسٹر)
٨	حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب 〃 (خسر ثانی حضرتؒ)	سعودیہ عربیہ
٩	حضرت مولانا احمد علی آدم صاحب 〃	ٹورنٹو، کینیڈا
١٠	حضرت مولانا مقصود گنگاٹ صاحب 〃	ڈائرکٹر اسلامک اسکول لندن
١١	حضرت مولانا جنید ڈیسائی صاحب 〃 (داماد حضرت قدس سرہ)	شیخ الحدیث معہد الشہداء، پریسٹن

۱۲	حضرت مولانا ریاض الحق صاحب	〃	شیخ الحدیث مدینۃ العلوم کڈمنسٹر
۱۳	حضرت مولانا اسماعیل صاحب گنگاٹ	〃	ڈائرکٹر ازہرا کیڈمی، لندن
۱۴	حضرت مولانا محمود چاندیا صاحب	〃	
۱۵	حضرت مولانا مفتی صدرالدین	〃	ڈائرکٹر متالاؔ اکیڈمی
۱۶	حضرت مولانا احمد سعید صاحب	〃	امام وخطیب جامع مسجد پریسٹن (برطانیہ)
۱۷	حضرت مولانا محمد سندھی صاحب	〃	لیسٹر برطانیہ
۱۸	حضرت مولانا عطاء اللہ انگار صاحب	〃	استاذ حدیث دارالعلوم بری، برطانیہ
۱۹	حضرت مولانا مفتی صالح صاحب	〃	استاذ حدیث دارالعلوم بری، برطانیہ
۲۰	حضرت مولانا یحی پٹیل صاحب	〃	لیسٹر (یوکے)
۲۱	حضرت مولانا ارشاد صاحب	〃	شیخ الحدیث دارالعلوم (بریڈفورڈ)
۲۲	حضرت مولانا رشید داؤد صاحب	〃	مہتمم دارالعلوم، پرتگال
۲۳	حضرت مولانا الیاس ڈیسائی صاحب	〃	پریسٹن برطانیہ
۲۴	حضرت مولانا بلال صاحب دامت برکاتہم		بانی ومہتمم دارالعلوم مدرسۃ الزہراء
۲۵	حضرت مولانا مفتی حسین کمانی صاحب	〃	استاذ تفسیر وحدیث العلوم، ڈلاس، (امریکہ)
۲۶	حضرت مولانا ابراہیم خان صاحب	〃	بریڈفورڈ (برطانیہ)
۲۷	حضرت مولانا اختر ٹیلر صاحب	〃	شیخ الحدیث دارالعلوم بولٹن

اگر کسی خلیفہ کا نام رہ گیا ہو تو وہ ضرور مطلع کریں تاکہ آئندہ شمارہ اور باضابطہ آپ کی سوانح کے اندر اس کو شامل اشاعت کیا جا سکے۔

تصنیف وتالیف اور تعلیم

تعلیم وتربیت اور اصلاح وسلوک کے علاوہ آپ کو علم وتحقیق اور تصنیف وتالیف میں بھی نمایاں مقام حاصل تھا آپ کے قلم گہر بار سے آپ کی حیات میں متعدد علمی تحقیقی تصانیف منظر عام پر آ چکی ہیں جن کو علمی حلقوں میں زبردست پزیرائی حاصل ہوئی ہے۔

اضواء البیان فی ترجمۃ القرآن، جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گاہیں، جمال محمدی صلی اللہ علیہ

وسلم، بزرگوں کے وصال کے احوال، مشائخ احمد آباد، اطاعت رسول، محبت نامے اور دیگر متعدد کتب آپ کے علمی شاہکار ہیں، جو آپ کی اعلی صلاحیتوں اور خداداد ذکاوت پر شاہد عدل ہیں اس کے علاوہ بھی اللہ نے آپ کو قابل قدر خصوصیات سے نوازا تھا جن کے تذکرہ کے لیے یہ مختصر مضمون متحمل نہیں۔

سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں آپ کا مقام

حضرت شیخ الحدیثؒ کا حضرت مولانا یوسف متالاؒ اور ان کے برادر معظم قطب افریقہ حضرت اقدس مولانا عبدالرحیم متالاؒ سے جو خصوصی تعلق وارتباط اور شفقت ومحبت تھی حضرت شیخ کے دیگر خلفاء اس میں کم نظر آتے ہیں، احقر نے خود اپنے کانوں سے اپنے استاد جلیل مرشد ومربی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نوراللہ مرقدہ کی زبانی سنا کہ جب ہم حضرت شیخ کی توجہات والطاف اور عنایات ان دونوں بھائیوں پر دیکھتے تھے ہم کو رشک آتا تھا نیز احقر کو فرمایا تھا کہ جب بندہ حضرت مولانا عبدالرحیم متالاؒ کے دارالعلوم معہد الرشید الاسلامی میں بغرض درس وتدریس روانہ ہو رہا تھا کہ عزیزم: تم حضرت مولانا عبدالرحیم متالاؒ کی اس عظیم شخصیت کے پاس جارہے ہو جو حضرت شیخ کے منظور نظر اور محبوب تھے اور ان کے کاتب خاص اور امام تھے، ایک مرتبہ حضرت مفکر اسلام نے ندوۃ العلماء میں اثناء مجلس خاص مہمان خانۂ ندوہ میں فرمایا تھا کہ جب ہم انگلینڈ حضرت مولانا یوسف متالا کے دارالعلوم بری پہنچے اور معائنہ کیا تو مظاہر علوم ثانی نظر آیا اور طلبا کی تعلیم وتربیت دیکھ کر وہ بھی یورپ کے ظلمت کدے میں ایسی خوشی ہوئی جس کا اظہار ناممکن ہے ، بہرحال حضرت شیخ کی جو محبتیں شفقتیں ان دونوں بھائیوں پر تھی اس کا احاطہ مشکل ہے البتہ ایک عالم جلیل مربی عظیم حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب نے محبت نامے نامی کتاب میں ان دونوں حضرات کے اکثر خطوط کو جو انہوں نے حضرت شیخ کو لکھے تھے جمع کر دیا ہے ان میں سے کچھ اقتباسات قارئین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے ایک مکتوب میں حضرت مولانا یوسف متالا کو تحریر فرمایا کہ:

مجھے تو تمہیں خط لکھنے کے لئے کوئی بہانہ چاہئے بلکہ بہانے کی بھی ضرورت نہیں۔(محبت نامہ جلد ۱)

اور یہ عشق ومحبت جانبین کی طرف سے اس درجے تک تھی کہ حضرت مفکر اسلام مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے ڈاکٹر تقی الدین صاحب سے فرمایا کہ حضرت شیخ مولوی یوسف کو جس طرح دیکھتے ہیں یہ

بہت قابل رشک ہے اور ایک دفعہ مولانا یوسفؒ حضرت شیخؒ کی خدمت میں کچے گھر حاضر ہوئے، پہنچتے ہی مصافحہ اور معانقہ کے بعد حضرت شیخؒ نے مولانا یوسفؒ کا ہاتھ لے کر بوسہ دینے لگے اور فرمایا کہ ''لا تیرے رخسار کو بھی چوموں'' (محبت نامہ جلد ۱)

حضرت شیخ رحمۃ الہ علیہ نے ایک خط میں تحریر فرمایا کہ عزیز گرامی قدر و منزلت قاری یوسف متالاؒ سلمہ

بعد سلام مسنون

دو ہفتے سے تمہیں ایک مفصل خط لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا تو ایک شعر بھی ساتھ ساتھ ذہن میں آ رہا تھا

نامہ بر تو ہی بتا تو نے تو دیکھے ہوں گے

کیسے ہوتے ہیں وہ خط جن کا جواب آتا ہے

(محبت نامہ ج ۳)

ایک مرتبہ حضرت مولانا یوسفؒ نے اپنے دارالعلوم کے تفصیلی احوال لکھے اور خصوصی دعاء کی درخواست تفصیلی خط لکھ کر کی حضرت شیخؒ نے تفصیلی جواب میں یہ بھی لکھا کہ:

تمہارے دارالعلوم کا بہت ہی فکر سوار رہتا ہے، اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے سے تمہاری ہر نوع کی مدد فرمائے اور دارالعلوم کو روحانی اور مادی ہر نوع کی ترقیات سے نوازے۔ (محبت نامہ ج ۳)

اس طرح صدہا خطوط ہیں جن میں آپ کا حضرت شیخؒ کے ہاں کیا مقام و مرتبہ تھا وہ بھر پور جھلکتا ہے تفصیل کے لئے محبت ناموں کا مطالعہ مفید ہوگا۔

پہلی زیارت وملاقات

بندۂ عاصی اپنے استاذ جلیل، مرشد روحانی و مربی جلیل حضرت مفکر اسلام مولانا علی میاں ندویؒ کے مشورے اور حکم سے جب قطب افریقہ حضرت شیخؒ کے کاتب خاص و خلیفہ اجل حضرت مولانا یوسف متالاؒ کے برادر معظم حضرت اقدس مولانا عبدالرحیم متالاؒ کی مخلصانہ دعوت پر جب ان کے قائم کردہ افریقہ کے مرکزی ادارہ دارالعلوم معہد الرشید الاسلامی چیپاٹا زامبیا بغرض تدریس پہنچا تو وہاں ۲۰۰۱ء میں پہلی مرتبہ دورۂ حدیث شریف شروع ہونے اور ختم بخاری شریف کی مبارک مناسبت سے ایک اہم تاریخی اجلاس منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں ہندوستان سے پیر طریقت حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلویؒ، محدث عصر حضرت شیخ مولانا محمد یونس جونپوریؒ اور قائد ملت حضرت مولانا سید ارشد مدنی حفظہ اللہ اور خادم القرآن حضرت

مولانا غلام محمد وستانوی صاحب، مجاہد ملت حضرت الاستاذ مولانا محمد الیاس صاحب مدظلہ العالی اور دیگر اہم حضرات نے شرکت کی، اس کے علاوہ جنوبی افریقہ، امریکہ وکینیڈا سے نیز مدینہ منورہ سے حضرت شیخ کے محبوب خلیفہ حضرت مولانا اسماعیل بدات مہاجر مدنی اور جنوبی افریقہ سے حضرت شیخ کے اہم خلیفہ حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب اور وہاں کے اہم ذمہ داروں نے نیز افریقہ کے دیگر ممالک کے اہم علماء و مشائخ نے اور تعلیمی دعوتی وفود نے شرکت کی اور زامبیا اور قریبی ممالک کے اہم حضرات نے خواص وعوام نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی، یہ اجلاس جو خالص علمی ودینی تھا اس کے سکریٹری اسٹیج کی ذمہ داری راقم کو سونپی گئی تھی اور ساتھ میں معہد کے دیگر اساتذہ اور طلبہ بھی تعاون کررہے تھے، اسٹیج وپنڈال کی حسنِ ترتیب اور پروگرام کی جملہ کارروائیوں کو دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے تھے اور حوصلہ افزاء کلمات سے نوازا تھا، اس اہم اجلاس میں قطب یورپ حضرت مولانا یوسف متالاؒ سے ملاقات وزیارت کا شرف حاصل ہوا، اور کئی روز ان کی خدمت میں رہنے اور استفادہ کا موقع ملا، احقر نے ان کے بارے میں جتنا پڑھا اور سنا تھا اس سے کہیں زیادہ ہر اعتبار سے افضل وبہتر پایا اور پھر حضرت والا سے گہرا تعلق بڑھتا گیا، احقر چونکہ دارالعلوم زامبیا میں مدرس کے ساتھ ساتھ وہاں کی جامع مسجد میں امام وخطیب اور ناظم تعلیمات بھی تھا، اس حیثیت سے بھی حضرت مولانا یوسف متالاؒ سے استفادہ کرتا رہا اور حضرت مولانا عبدالرحیم متالاؒ کی وفات کے بعد تو بہت ہی زیادہ گہرا تعلق ہوگیا تھا، چونکہ قطب افریقہ حضرت مولانا عبدالرحیم متالاؒ کی وفات کے بعد آپ دارالعلوم معہد الرشید الاسلامی چیپاٹا اور اس سے منسلک جتنے بھی ادارے ان سب کا سرپرست اعلیٰ آپ کو بنایا گیا تھا، احقر نے بھی اس پر حضرت والا کو اپنے سارے اداروں کا سرپرست ومشیر خاص بنالیا تھا، نیز آپ کی ہدایات وارشادات کی بناء پر ہی احقر ہر رمضان خصوصا اخیر عشرہ کا اعتکاف معہد الرشید الاسلامی چیپاٹا کی زکریا مسجد میں ہی کرتا رہا۔

احقر اور مرکز کیرانہ سے آپ کا تعلق خاطر

حضرت مفکر اسلام مولانا علی میاں ندویؒ، مفکر ملت حضرت اقدس مولانا سید رابع حسنی ندوی حفظہ اللہ اور قطب افریقہ حضرت مولانا عبدالرحیم متالاؒ کی توجہات وعنایات اور ان سے تعلق خاطر کی بناء پر حضرت مولانا یوسف متالاؒ کی احقر اور اس کے ادارۂ مرکز محمد پور کیرانہ پر خصوصی شفقت وعنایت کا معاملہ فرماتے تھے، نیز ہر طرح کے تعاون سے نوازتے تھے، اپنے قریبی عزیزوں، شاگردوں، خلفاء خصوصاً قطب افریقہ حضرت مولانا عبدالرحیم متالاؒ کے جانشین وصاحبزادے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا یونس جونپوریؒ

کے خلیفہ خاص مولانا عبدالرشید متالا زیدمجدہٗ مہتمم معہد الرشید الاسلامی چیپاٹا زامبیا اور اپنے تلمیذ وخادم خاص ومحبوب خلیفہ حضرت مولانا محمد زکریا پٹیل صاحب مقیم کناڈا وغیرہ سے احوال معلوم فرماتے رہتے تھے، نیز احقر بھی بذریعہ فون آپ کے رابطہ میں رہتا تھا، جب فون نہ کرتا تو حضرت والا خود فون فرماتے اور احوال معلوم فرماتے تھے، گذشتہ رمضان میں اعتکاف وعید الفطر کے بعد حضرت والا کا فون آیا اور معہد الرشید الاسلامی اور احقر کے ادارہ کے احوال اور معتکفین کے احوال معلوم کئے، سن کر بیحد خوش ہوئے اور احقر کو فرمایا کہ حضرت بھائی جان (حضرت مولانا عبدالرحیم متالاؒ) اور معہد کے قدیم لوگوں اور اکابر میں اب تم ہی ہو، معہد میں تمہاری آمد اور تدریس وتدریب اور بیانات وامامت سے بیحد خوشی ہوتی ہے، اور ارشاد فرمایا کہ تاحیات اسی طرح آتے رہیں، تم سے انشاء اللہ رب کریم راضی ہوگا اور حضرت بھائی جانؒ کی روح بھی خوش ہوگی، نیز فرمایا کہ عزیزم مولانا عبدالرشید متالا سلمہ مہد الرشید الاسلامی کے انتظامات میں جس طرح مصروف ہیں اور حضرت بھائی جانؒ کی تمنا کے مطابق جو خدمات انجام دے رہے ہیں اس سے بے حد خوشی ہوتی ہے، نیز انڈیا آنے کے بعد بھی احقر نے فون پر رابطہ رکھا اور وفات سے ایک ماہ قبل اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت اور مرکز کیرانہ کے احوال سے متعلق گفتگو کی، بے حد خوشی کا اظہار فرمایا اور جب احقر نے اپنے دارالعلوم مرکز کیرانہ آنے کی مخلصانہ دعوت پیش کی، فرمایا کہ جن اداروں سے حضرت بھائی جان کا تعلق تھا وہ ہمارے ہیں اور میں آپ کے ادارہ کو ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں، جب بھی انڈیا آؤنگا مرکز کیرانہ حاضر ہونگا، اور کیا کیا بیان کروں، حضرت والا کا احقر اور اس کے گھرانے اور ادارہ سے تعلق تھا وہ ناقابل بیان وتحریر ہے، نیز ایک مرتبہ آپ نے خود فون فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آج تمہاری اس لئے زیادہ یاد آئی کہ جب بھی حضرت بھائی جان کی یاد آتی ہے تمہاری مؤلف ومرتب کتاب (تذکرہ قطب افریقہ حضرت بھائی جان مولانا عبد الرحیم متالاؒ) پڑھ لیتا ہوں، آج بھی میں نے اس کو پڑھا تھا اس لئے تم کو فون کیا ہے، احقر خوشی میں رونے لگا فرمایا کہ ان شاء اللہ تم سے اور تمہارے ادارہ سے خوب کام لے گا، اور اتنی دعاؤں سے نوازا جسکا بیان مشکل ہے، اس کے علاوہ حضرت قطب افریقہ مولانا عبدالرحیم متالاؒ کی وفات کے بعد جب پہلی مرتبہ ہماری کتاب (تذکرہ قطب افریقہ حضرت بھائی جان مولانا عبدالرحیم متالاؒ) چھپ کر منظر عام پر آئی اس کا پہلا نسخہ رسم اجراء سے قبل ہی برطانیہ منگوایا اور اس وقت برطانیہ کے سفر پر حضرت پیر جی مولانا محمد طلحہؒ بھی وہاں دارالعلوم بری میں مقیم تھے، عزیزم مولوی عبدالرؤف سلمہ صاحبزادہ محترم حضرت مولانا عبدالرحیم متالاؒ نے احقر سے بتلایا کہ دونوں حضرات تمہاری کتاب سنتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے، اس کے بعد حضرت

قطب یورپ نے احقر کا شکریہ ادا کیا اور پھر تذکرہ کا باقاعدہ اجراء دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مرکزی دفتر میں مفکر ملت حضرت اقدس مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی جانشین حضرت مولانا علی میاں ندویؒ و ناظم اعلی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے کرایا گیا، جس کی رپورٹنگ انڈیا کے مشہور ومعروف اردو اخباروں نے کی تھی، جس کی رپورٹ پڑھ کر حضرت قطب یورپ بے حد خوش ہوئے اور ازہر اکیڈمی لندن کے ڈائریکٹر مولانا اسماعیل گنگاٹ صاحب کو حکم دیا کہ اس کتاب (تذکرہ قطب افریقہ حضرت بھائی جان مولانا عبدالرحیم متالاؒ) کو اکیڈمی سے حضرت قطب یورپ کے مصارف سے چھپوا کر علماء وطلباء اور خواص وعوام میں تقسیم کی جائے اس طرح سے دو دو ایڈیشن شائع ہوئے اور اہل علم نے خوب خوب دعاؤں سے نوازا اور داد وتحسین وتبریک پیش کی، حضرت قطب یورپ نے تذکرہ کے لئے ایک جاندار وشاندار حقیقت پر مبنی تقریظ بھی لکھ کر دی۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء سے آپ کا تعلق خاطر

قطب افریقہ مولانا عبدالرحیم متالاؒ اور قطب یورپ مولانا یوسف صاحبؒ دونوں مبارک ہستیوں اور بھائیوں کا حضرت مولانا علی میاں ندویؒ اور حضرت مولانا سید رابع حسنی ندوی حفظہ اللہ اور ندوۃ العلماء سے قدیم وگہرا تعلق تھا جسکے اظہار ورابطہ کا موقع انڈیا میں مدت سے (تقریباً بیس سال سے) نہ آنے کی وجہ سے نہیں ہو پا رہا تھا، بحمد اللہ دوبارہ تجدید رابطہ کا ذریعہ رب کریم نے احقر کو بنایا، قطب افریقہ مولانا عبدالرحیم متالا کے اکثر تقریری تحریری پیغامات ومکتوبات پہنچانے کا ذریعہ احقر ہی ہوتا، نیز ندوۃ العلماء کی تعلیم، فکری، اصلاحی، دعوتی سرگرمیوں سے بھی احقر دونوں حضرات کو مطلع کرتا رہا، جس کا اظہار دونوں حضرات نے اپنے خطوط اور فون پر حضرت مولانا سید رابع حسنی ندوی حفظہ اللہ اور ان کے مخصوص رفقاء کار اور اہل خاندان وغیرہ سے کیا ہے۔ جب بھی دونوں حضرات سے ندوۃ العلماء سے متعلق گفتگو ہوتی تھی، ندوہ کی خدمات، خصوصاً حضرت مولانا علی میاں ندویؒ اور حضرت مولانا رابع حسنی ندوی حفظہ اللہ کی قابل قدر خدمات کو سراہتے، اور حضرت شیخؒ کے یہاں ان دونوں حضرات اور ندوہ کا جو مقام تھا اس کو بیان فرماتے تھے، دونوں بھائیوں کے خاص تعلقات وروابط زندگی کے آخری لمحات تک رہے ہیں، نیز ارباب ندوہ بھی دونوں بھائیوں کی صلاحیتوں کا اظہار عوام وخواص کے مجمع میں بھی کرتے رہتے تھے، نیز فرمایا کہ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی خدمات عالم اسلام میں ہی نہیں پورے عالم میں جاری وساری ہیں، نیز فرمایا کہ عربی ادب کے لئے ندوہ نے جو نصاب تیار کیا ہے اس سے بہتر عالم عربی میں بھی نہیں ہے، اور بہت کچھ

ارشادفرمایا تھاجواحقر کوسب یادنہیں ہے،دونوں بھائیوں نے اپنے اداروں میں اپنے نصاب تعلیم میں ندوۃ العلماء کے نصاب کی ادبی کتابیں داخل نصاب کی ہیں ،اوران کی افادیت کوا کثر بیان بھی فرماتے رہتے تھے،مختصر یہ کہ دونوں بھائیوں کا جووالہانہ دیرینہ تعلقات ندوۃ العلماء سے رہے ہیں وہ قابل رشک وتقلید وسبق آموز ہیں ،نیز موجودہ دور کے مفکر ملت اورعظیم مصنف ومرشداور قائد ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی حفظہ اللہ ان دونوں حضرات اوران کے اداروں سے جوتعلقات رہے اوران کی خدمات کا جو اعتراف ہے وہ انکو لکھے ہوئے خطوط وتعزیت ناموں اورخصوص مجالس میں بیان کردہ ملفوظات وارشادات میں دیکھا جاسکتا ہے،رب کریم ان مبارک حضرات کی خدمات کوقبول فرمائے اوران کے دونوں اداروں اوراس کی شاخوں اورتلامذہ اورخلفاء کی بھر پورحفاظت فرمائے۔(آمین)

قطب یورپ کے آخری یادگار لمحات

آپ کےمخصوص تلامذہ،خدام،اورخلفاءخصوصاً خادم خاص ومحبوب خلیفہ حضرت مولانا محمد زکریا پٹیل صاحب زیدمجدہ مقیم حال کینیڈا کی معتبر معلومات وتحقیقات کے مطابق اورانکی زبانی یورپ کی سرزمین پر دارالعلوم بری کے پلیٹ فارم سے نصف صدی تک تعلیمی دعوتی اصلاحی فکری پورے اخلاص واختصاص اور یکسوئی سے ہرمحاذ پرخدمات انجام دینے والے عظیم مفکر ومصنف اورمرشدومربی جب کناڈا کے ایک تعلیمی دعوتی اصلاحی سفر تھے،ختم بخاری شریف اور کئی اہم جگہوں پر مجالس ذکرمنعقد کرا کر اور اپنے متعلقین ومنتسبین کواہم ہدایات دیکرقلبی مرض میں مبتلا وزیرعلاج ہوکرفی سبیل اللہ مسافر کا تمغہ لیکرمدت سے قبل اہل اللہ اوراہل خاندان کے مبشرات سن کرمحرم الحرام ۱۴۴۱ھ کی دسویں تاریخ کو دارغرور سے دارسرورکوبحکم مشیت ربانی رحلت فرماگئے اوراپنے پیچھے اپنے پسماندگان میں باصلاحیت صاحبزادوں ودوصالحات اور ہر محاذ پر ساتھ دینے والی بیویوں اور ہزاروں تلامذہ وطالبات اورمریدین ومتوسلین اورخلفاء کوچھوڑا اورام المدارس دارالعلوم بری اور درجنوں اسکی شاخوں اور اداروں کو چھوڑا اور تاریخی انقلابی خدمات کوچھوڑ کر تشریف لے گئے۔(إنا للہ وإنا إلیہ راجعون)

ایک جم غفیر نے نماز جنازہ ادا کی اورٹورنٹو کے مشہور قبرستان میں مدفون ہوئے،عالم اسلام اور پوری دنیا کےخواص وعلماءنے آپ کی وفات حسرت آیات کوملت اسلامیہ کاایک عظیم خسارہ قرار دیا ہے،رب کریم آپ کی خدمات کوقبول فرمائے اوردارین کی تمام کامیابیوں اورنعمتوں سے مالا مال فرمائے۔(آمین)

تعزیت کے لیے آنے والوں کی کناڈا میں بے مثال ضیافت

اندرون ملک کناڈا، امریکہ اور برطانیہ سے جو آپ کے خلفاء ومخصوص تلامذہ اور متعلقین واقرباء آپ کی وفات کے بعد تعزیت کرنے تشریف لے گئے تھے ان کی ضیافت واکرام کا اہتمام وانتظام وہاں کے مقامی خدام اور اقرباء اور تلامذہ ومریدین نے کیا تھا، ان میں خاص طور پر آپ کے خادم خاص ومحبوب خلیفہ حضرت مولانا محمد زکریا پٹیل صاحب اور انکے، مریدین ومتوسلین پیش پیش تھے، اللہ سبھی کو اجر جزیل عطا کرے اور آخرت میں مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

آخر میں احقر ان حضرات ودوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ جنہوں نے اس مختصر سے مقالہ ومضمون میں کسی بھی طرح کی مدد کی اور تعاون فرمایا ہے، ان میں سرفہرست حضرت مولانا محمد زکریا صاحب پٹیل مقیم کناڈا، اور حضرت مولانا عبدالرشید مثالاً دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم معہد الرشید الاسلامی چیپاٹا، زامبیا، اور رفیق خاص ومخلص اور کرم فرما حافظ اسماعیل پٹیل صاحب وغیرہ ہیں، اللہ سبھی کو اپنی شایان شان بہترین بدلہ عطا فرمائے، آمین۔ انشاء اللہ قطب افریقہ مولانا عبدالرحیم مثالاً کی تفصیلی سوانح کی طرح قطب یورپ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا یوسف مثالاً پر بھی ایک تحقیقی تذکرہ وتصنیف مرکز کی طرف سے شائع کی جائیگی، جس کے لئے حضرت والا کے خلفاء واصحاب قلم تلامذہ ومریدین سے خصوصی گذارش ہے کہ اپنے اپنے مضامین وتحقیقات ومعلومات سے ہم کو مطلع فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں اور خصوصی دعاؤں کا اہتمام کریں، نیز حضرت والا کے ایصال ثواب کا خوب اہتمام کریں اور اپنے مدارس ومساجد اور مکاتب میں طلبہ وطالبات سے اور متعلقین سے خوب دعاؤں کا اہتمام کرائیں، رب کریم ان مبارک مشائخ کی خدمات کو قبول فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ (آمین یارب العالمین)

○❖○

عالم ربانی اور محدث جلیل حضرت مولانا یوسف متالاؒ

مولانا بلال صاحب (لندن)*

حضرت مولانا یوسف متالا صاحبؒ سے پہلی ملاقات سن ۱۹۷۹ء کے مئی اور جون کے ماہ میں ہوئی اور اسی درمیان میں حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ پوری جماعت کے ساتھ دارالعلوم تشریف لائے۔

یہیں سے میرا تعلق گہرا ہوتا گیا اور حضرت شیخ سے بیعت کے بعد تو انہیں مولانا کا ہو کر رہ گیا باوجودیکہ بڑے بڑے مشائخ کی صحبت و رفاقت حاصل ہوئی اور انکی خدمت کے مواقع ملے لیکن اللہ نے ان کے اندر سعادتوں کا جو مجموعہ رکھا تھا وہ یا تو میرے استاذ حضرت مفتی محمود داؤد یوسف دارالعلوم رنگون مجاز حکیم الامت اور حضرت شیخ الحدیث کے اندر نظر آئی یا پھر حضرت متالاؒ کے اندر۔ حضرت نے حضرت شیخ الحدیث کی ایسی خدمت کی کہ شیخ کے معشوق بن گئے۔

۱۹۷۳ء میں ایسے وقت میں دارالعلوم کی بنیاد رکھی جس کا کسی کو تصور ہی نہیں تھا اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں باوجود اس حالت کے وہاں پر بال بچوں سمیت پڑاؤ ڈالا اور اس دارالعلوم اور اس کی شاخوں کو دنیا کی بہترین دینی و دنیاوی تعلیم سے مزین کیا اور طلبہ وطالبات کی جماعت تیار کی کہ آج انگلینڈ میں ۷۵ فیصد علماء ان کے شاگرد ہیں جمعیت علماء یوکے کو بذات خود اسفار کر کے چار چاند لگائے جس کے عوض میں مجمع عام میں اسپیکر پر ان کے اپنوں نے توہین آمیز سلوک کیا؛ لیکن کبھی ان کے خلاف اف تک نہیں کیا تحفظ ختم نبوت کے خاطر دنیا بھر کے چوٹی کے علماء کو بلوا کر دنیا کے معروف ترین ویمبلے کانفرنس ہال میں پروگرام مسلسل کئی سال تک کرائے اس کے لیے وسط لندن میں بہترین مسجد کے لیے جگہ دلوائی لیکن سوئے قسمت خودغرضوں کے اکھاڑہ بنانے کی وجہ سے مسجد غیر مستحقوں کے ہاتھ میں چلی گئی جس کا حضرت کو آخر تک صدمہ رہا وفات سے چند ہی ہفتوں پہلے بندے ناچیز کا ۵ / منٹ تک ہاتھ پکڑے رکھا اور فرماتے رہے یہ مسجد ہم نے لی تھی اور اب واپس لینی ہے مگر زندگی نے وفا نہیں کی۔ سلمان رشدی کے فتنے کی سرکوبی کے لیے خود بھی اور دارالعلوم کے قابل اساتذہ اور طلبہ کے ساتھ مل کر دنیا کے مشہور ہائڈ پارک کارنر سے لے

* ڈائریکٹر مدرسۃ الزہراء للبنات (لندن)

کر پارلیمنٹ ہاؤس تک مظاہرہ کیا۔

حرمین شریفین کے اماموں سے لے کر ہر سال دنیا کے معروف ومشہور مشائخ کو بلوا کر یہاں کے مسلمانوں کو استفادہ کا موقع دیا، انگلینڈ کی مساجد میں چھوٹے بچوں کے لئے مکاتب کے قیام کے لئے متعلقین کو بہت زیادہ تاکید فرماتے ہر سال ان کے دارالعلوم کے فارغین وفارغات کا عالیشان جلسوں کا اہتمام سالہا سال سے کرتے رہے، قرآن شریف کا ترجمہ کیا اور اکابرین پر کتابیں لکھ کر امت کو جوڑا سنت پر خود بھی عمل کیا اور طلبہ سے بھی کرایا چنانچہ آج انگلینڈ کی سرزمین پر کوئی عمامہ والا ملے تو سمجھ لیجئے کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ ان کا شاگرد ہوگا۔ اتنے اداروں کی نظامت واہتمام کی مصروفیات کے ساتھ ساتھ تفسیر، بخاری کا درس اور فقہ اور تصوف کے درس میں بھی مکمل مصروف رہے۔

ختم بخاری، قرآن خوانی، ختم خواجگان، چالیس درود اور اس کے لیے بے مثال اسماء الحسنیٰ اور اسماء نبی کا مجموعہ بھی حرم مدینہ میں تیار کیا ذکر واذکار کی مجالس کا دارالعلوم کے علاوہ پورے انگلینڈ میں لیلۃ النور، ختم بخاری، ختم خواجگان وغیرہ کے نام سے مجالس کا اہتمام کیا جس میں خود بھی شرکت کرتے تھے دارالعلوم میں رمضان کے علاوہ بھی درمیان سال میں ۴۰/ دن کا اعتکاف کا اہتمام کروایا، جب تک بساط تھی علماء ومتعلقین کے ساتھ ساتھ رمضان کا پورا مہینہ حرمین شریفین میں گزارا طبعاً تخلیہ پسند تھے ان تمام امور کے علاوہ لوگوں کے ہاں تعزیت، عیادت، نکاح وغیرہ کی اہم شرعی مجالس میں شرکت کا بھی اہتمام فرماتے، یورپ کی سرزمین پر رہ کر عقد ثانی کر کے امت کو عظیم سبق سکھا گئے بدلے میں اللہ نے ڈھیروں اولاد عطا فرمائی، ان کے اپنے لڑکے لڑکیوں کے دارالعلوم کے علاوہ انگلینڈ، یورپ، امریکہ میں اپنے متعلقین کے ذریعے تعلیمی اداروں کا جال بچھایا اور مکمل سرپرستی کی ہر سال وہاں جا کر جلسوں میں شرکت کرتے رہے حتیٰ کہ سفر آخرت سے پہلے بھی اسی سفر میں اپنی جان دی۔

بندہ ۱۹۸۱ء میں امامت کے سلسلے میں میں جنوبی لندن کی ایک مسجد سے منسلک ہو گیا اس عرصے میں شیخ الحدیث کی تشریف آوری پر شیخ سے بالمشافہ ملاقات اور بارہ تسبیحات کی اجازت دلوائی اور اخیر زندگی تک معمولات کی پابندی پر نظر رکھی بعض اوقات ڈانٹ ڈپٹ بھی کی اسی عرصے میں لندن اور اس کے اطراف میں دارالعلوم کے لیے جگہ تلاش کرنے کا حکم دیا اس جگہ کو بذات خود آ کر ملاحظہ کیا اس کا نام جامعہ اسلامیہ منتخب کیا۔

بمشکل ۱۹۹۳ء میں ۱۵۴ ایکڑ زمین پر محیط تاریخی عمارت حاصل کرنے میں کامیابی ملی تو حضرت نے یہ طوق بندے کے گلے میں ڈال دیا جب کہ بندہ بالکل ناکارہ تھا اس جگہ کا لینا تھا کہ ایک طوفان مچ گیا

مخلصین نے خوب تعاون کیا جبکہ حاسدین نے رکاوٹوں میں کوئی کسر نہیں چھوڑی شروع میں حیلہ سے چندے کی بہت بڑی رقم پر قبضہ کیا، پانچ لاکھ کی خطیر رقم کا مطالبہ کیا اور اس کے لیے کیس دائر کیا طلبہ کو لے کر اسٹرائیک کروائی اور اخیر میں ایک ایسا الزام لگا کر حکومت کو ہمارے مقابلہ لا کر کھڑا کر دیا کہ دن میں تارے نظر آنے لگے۔

۲۰۰۶ء کے ۲ ستمبر کی صبح بعد فجر ہمارے سروں پر ملٹری کے ہیلی کاپٹر گھومنے لگے سو سے زائد پولیس کی جوانوں نے پانچ میل کے اطراف سے ہمیں گھیر لیا مدرسے کو سیل کر لیا ساری دنیا کے ٹی وی چینل انٹرویو کے لیے تڑپنے لگے، اسٹاف کو ہوٹلوں میں لے جا کر ان سے تفتیش کی، اور جامعہ کے اثاثوں کا ایک سال تک تلاشی لینے کا سلسلہ جاری رہا اس کے لیے حکومت نے تین سے پانچ ملین پاؤنڈ کا خرچ کیا، جس مقصد کی خاطر حاسدین نے یہ کارروائی کرائی تھی اس میں وہ کسی بھی طرح کامیاب نہ ہو سکے اور منھ کی کھائی، البتہ اس سے ہم لوگوں پر وقتی طور سے یہ اثر ہوا کہ ہم لوگ مشکوک اور بدنام ہو گئے اور حالات کو سازگار کرنے میں ذرا وقت لگا۔

حضرتؒ اس سلسلہ میں ہمیں حوصلہ دیتے رہے اور فرماتے رہے کہ یہ اللہ کا گھر ہے اس کو بیچا نہیں جائے گا اس کو آباد کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، یہ تکالیف اللہ کے ہاں مقبولیت کی علامت ہوتی ہیں، اسی طرح یہ فتوحات کی بھی علامت ہے وہ خطوط اور فون کے ذریعہ ہمت بڑھاتے، جلسوں میں بندے کو اپنے ساتھ بٹھا کر ہمت دلاتے آج ۱۳/سال گزرنے کے باوجود وقتاً فوقتاً حالات اور خیر خبر لیتے رہے اگر میری طرف سے تاخیر ہوتی خود رابطہ کرتے دعاؤں کی بارش برساتے ہمارے مدرسہ الزہرا میں لڑکیوں کی تعلیم میں مشغول علماء کی اچھی دیکھ ریکھ کرتے، فارغات کے جلسوں میں خود تشریف لاتے اگر عذر ہوتا تو جہاں وہ فرماتے پوری کوچ بھر کر ہم وہاں پہنچ جاتے اس طرح سو سے زائد بچیوں نے اب تک فراغت کر لی ہے۔

یہ ایک میری مثال اور تجربہ میں نے پیش کیا اس طرح کتنے دار العلوم ہیں جن کی سرپرستی حضرت نے کی ہے آخری ملاقات یکم اگست ۲۰۱۹ء میں ہوئی پانچ منٹ تک میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں رکھا اور بڑی محبتوں اور شفقتوں سے نوازتے رہے، کیا معلوم تھا کہ آئندہ یہ مبارک دن نصیب ہوں گے یا نہیں۔ اس کا کوئی اندازہ نہ تھا کہ اتنی جلدی وہ ہمیں داغِ مفارقت دے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور امت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ (آمین)

○❖○

مقالات ومضامین

حضرت مولانا یوسف متالا جوارِ رحمت میں

مولانا زاہد حسن ندوی ؎

کون کہتا ہے کہ جوش مرگیا　　جیل سے چھوٹا اپنے گھر گیا

رہ کے دنیا میں زیبا نہیں بشر کو غفلت　　موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

دار العلوم ہولکمب بری، کے مرشد ومتولی نمونۂ سلف صالحین شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف متالا صاحب نور اللہ مرقدہ اس دنیاءِ فانی سے کوچ کر گئے، ۱۰؍محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۹؍ستمبر ۲۰۱۹ء بعد نماز مغرب بروز پیر کو ہم سب کو داغ مفارقت دے گئے (إنا للہ وإنا إليه راجعون)۔

یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے عالم میں گونجی اور تمام اربابِ مدارس، اصحابِ دعوت وتبلیغ اور علماء ومشائخ کے لئے خصوصاً اور تمام اہل اسلام کے لئے بھی اضطراب واضمحلال کا باعث بنی۔

پوری امت مسلمہ گویا یتیم ہوگئی اور جہاں جہاں حضرت مرحوم ومغفور کے انتقال پر ملال کی خبر پہنچی تو صفِ ماتم بچھتی چلی گئی اور ہر جگہ تعزیتی پروگرام کا سلسلہ جاری ہوگیا، ہمارے مرکز الامام رحمت اللہ الکیرانویؒ سے حضرت والا کو ایک خاص نسبت حاصل رہی ہے، لہٰذا جیسے ہی یہ خبر حضرت ناظم اعلیٰ مرکز مولانا محمد عابد حسین نے مرکز وجامعہ کے تمام اسٹاف کے سامنے سنائی تو سب پر سکتہ طاری ہوگیا، اور حضرت مرحوم کے لئے ایصالِ ثواب کا سلسلہ اور تعزیتی پروگرام کا تسلسل شروع ہوگیا، حضرت شیخ کو خراج عقیدت پیش کرنے اور آپ کی حیات وخدمات کے گراں قدر پہلوؤں کو اجاگر اور نمایاں کرنے کے لئے سہ ماہی آثار رحمت کا خصوصی شمارہ شائع کرنے کا پروگرام بنایا گیا، تاکہ آپ کی ہمہ جہت شخصیت کو ایک ادنی سا خراج عقیدت پیش کیا جا سکے۔

اہل علم اور پڑھے لکھے لوگ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ قرونِ اولیٰ کے بعد رب جلیل نے علم ومعرفت کے لئے جن مقامات کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد چُن کر ان کی شہرت کو زمین سے آسمان تک پہنچایا

؎ ناظم تعلیمات مرکز ودار العلوم للبنات محمد پور کیرانہ۔

تاریخ نے اس کو بہت خوبصورت انداز میں محفوظ کرر کھا ہے، کسی جگہ کوشہرت اس کے باکمال رجال اورافراد کے کمالات سے عطا ہوئی تو کسی مقام کوشہرت علم وفضل کی بنیاد پر اگر ہم تصور کریں بغداداورعراق کا،تو جو تصویر سامنے آتی ہے وہ ہے علم وعرفان اورتصوف ومعرفت کی۔اوراگرسوچیں خراسان، بخارا،سمرقند وغیرہ کے بارے میں تو صدا آتی ہے قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی ،اورفقہاء کرام کے درمیان عصری مذاکرے ومناقشہ کی،اورفقہی مسائل میں بحث وتحقیق کی اس کے علاوہ بھی دنیا کے بے شمار خطے وعلاقے ہیں جہاں علم کے غلغلے بلند ہیں اور رشدوہدایت کا کام بہت اچھے انداز سے ہورہا ہے۔

مگر یورپ جیسی سرزمین گوتاریخی لحاظ سے بہت قابل ذکر ہے مگر آج کی ہماری نئی نسل اس کی تاریخ سے ناواقف ہے،حضرت شیخ الحدیث مولانا یوسف متالا علیہ الرحمہ نے اس تاریخ کو دوہرایا ہے اورآپ یورپ کی تاریخ کا ایک نیاباب رقم کر گئے ہیں، دیارہندکوبھی اللہ تعالی نے وہی شہرت وعظمت دی ہے جوکبھی سمرقند و بخارااور بغدادوخراسان کوحاصل تھی یہاں کے علماء واسلاف نے جودینی خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہیں،اسی سلسلہ کی ایک کڑی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ بھی ہیں جن کا فیض بتوسط حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف متالا یورپ تک پہنچااور جہاں سے مرحوم نے اپنے پیارے محبوب شیخ کے حکم کی اطاعت میں علم وعرفان کا اور دعوت وتبلیغ کا اورسلوک وطریقت کا ایسا سلسلہ شروع کیا جوآج دارالعلوم بری کے نام سے جاری ہےاور تا قیامت انشاءاللہ جاری رہے گا۔

اس احقر کواپنی کم علمی اور بے مائیگی کی بناء پرحضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحبؒ کے بارے میں اوران کی گراں قدرشخصیت اوران کے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے تعلق کے بارے میں کچھ زیادہ آگہی حاصل نہ تھی۔ بات صرف اتنی تھی کہ ہمارے برادرمعظم جناب مولانا محمد عابدحسین صاحب ندوی مدظلہ العالی نے ایک مرتبہ ماہ رمضان میں سہارنپور خانقاہ مین قرآن سنایا تو وہیں سے مولانا موصوف کا تعارف حضرت مولانا عبدالرحیم متالا سے ہوا، اور یہ تعارف اتنا رنگ لایا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب پپلی مزرعہ ہریانہ کے توسط سے مولانا موصوف (محمد عابدحسین ندوی) جو اس وقت پپلی مزرعہ بیت العلوم میں زیرتعلیم تھے زامبیا افریقہ کے لئے منتخب ہو گئے یعنی مولانا عبدالرحیم متالا نے مولانا عابدصاحب کا قرآن سن کرفرمایا کہ تم ہمارے دارالعلوم زامبیا میں درس قرآن دینا چاہو گے؟ مولانا الیاس صاحب نے فوراًاس کومنظور فرمالیااورعالمیت سےفراغت کےفوراًبعدمولانا موصوف کوزامبیاافریقہ روانہ کردیا جہاں مولانا موصوف نے ۱۴ سال تعلیمی خدمات انجام دیں،اس دوران محمد پور میں مولانا موصوف

(اور ان کے دیگر برادران جو کہ ماشاء اللہ علماء وفضلاء اور تعلیم وتربیت کا بہت اچھا ذوق رکھنے والے حضرات ہیں) کے ذریعہ مرکز الامام رحمت اللہ الکیرانوی کی شکل میں ایک تعلیمی تحریک شروع ہوئی جس کے تحت ایک لڑکیوں کا دارالعلوم بھی ہے چنانچہ یہی تمام علل واسباب تھے جن کی بناء پر احقر راقم السطور بھی خانوادۂ زکریاؒ اور خانوادۂ رحیمیہؒ سے متعارف ہوا، اور یہ تعارف اس وقت اور زیادہ ہوا جب حضرت مولانا عبدالرحیم متالاؒ کے انتقال پر تذکرہ حضرت شیخ عبدالرحیم متالاؒ کی تصنیف کا مرحلہ سامنے آیا۔

یوں تو حضرت مولانا عبدالرحیم متالاؒ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یوسفؒ کی حیات وخدمات کے بارے میں جو ذکر خیر ہمیشہ ہم بزبان حضرت مولانا عابد حسین ندوی سنتے تھے، بس یہی ہمارے اور ان دو بزرگوں کے درمیان واسطہ تعارف رہا نہ کبھی ہم نے ان دونوں اکابر کی زیارت کی اور نہ ملاقات کی بس ایک روحانی رشتہ جڑا تھا اور بار بار حضرت ناظم صاحب کی زبان سے ان دونوں حضرات کا ذکر سن کر ایک دلی کشش پیدا ہوگئی تھی، اگرچہ آج جب ہمارے یہ دونوں اکابر اس دنیا میں نہ رہے لیکن ان کی مثالی زندگی اور نقوش وتاثرات ہمیشہ باقی رہیں گے جس سے بعد کے لوگ فائدہ اٹھائیں گے اور راہنمائی حاصل کریں گے۔

جہاں تک میں نے سنا ہے مولانا یوسف صاحب متالا حضرت شیخ سہارنپوری کے خاص شاگردوں ان کے مجاز بیعت اور ان کے مقربین میں سے تھے، حضرت مولانا یوسف صاحب متالاؒ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۵ر نومبر ۱۹۴۶ء کو ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوے، ابتدائی تعلیم مدرسہ ترغیب القرآن میں حاصل کرکے ۱۹۶۱ء میں راندیر کے مشہور مدرسہ حسینیہ میں داخل ہوئے اور ہدایہ اولین تک یہیں تعلیم حاصل کی بعد ازاں مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور شیخ الحدیث مولانا محمد یونسؒ صاحب سے مشکوۃ پڑھی، جلالین مولانا عاقل صاحب سے اور ہدایہ ثالث مولانا مفتی مظفر حسین صاحب سے اور طحاوی حضرت مولانا سعداللہ صاحب سے اور صحیح البخاری حضرت شیخ مولانا زکریاؒ سے پڑھی۔

دوران تعلیم ہی اصلاح کی فکر دامنگیر ہوئی اور حضرت مولانا احمد ادا گودھروی کے مشورہ سے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کاندھلوی سے بیعت کے لئے ان کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا جس کو حضرت نے قبول فرمالیا اور داخل سلسلہ فرمالیا، تعلق ارادت قائم ہونے کے بعد تعلیم کے ساتھ معمولات کا سلسلہ بھی جاری رہا، الغرض مولانا محمد یوسف متالاؒ نے سہارنپور کے اپنے قیام کے دوران اپنے تعلیمی مراحل بھی مکمل کئے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کاندھلوی سے روحانی فیض بھی حاصل کرتے رہے۔

دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد والدہ نے انگلستان میں مقیم رشتہ داروں میں نکاح طے کردیا اور

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے حکم فرمایا کہ جاؤ سورت جا کر والدین کی خدمت کرو، چند ماہ بعد والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا اور مولانا یوسف متالاؒ انگلستان تشریف لے گئے۔

۱۳۸۹ھ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کاندھلوی حرمین تشریف لے گئے اور وہیں پر آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا، دوران اعتکاف ایک شب تراویح وغیرہ سے فراغت کے بعد حضرت شیخ الحدیثؒ نے حضرت مولانا یوسف صاحب متالاؒ کو یاد فرمایا اور آپ کو بیعت کی اجازت عطا فرمائی اور اپنے دست مبارک سے مشلح پہنایا۔

مقالات ومضامین

چراغ راہ بجھ گیا

مولانا محمد اسماعیل تھانوی ؏

عالم اسلام کی مشہور ومعروف شخصیت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب متالاؒ ۹ر ستمبر ۲۰۱۹ء مطابق ۱۰ر محرم ۱۴۴۱ھ بروز پیر کو اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گئے، اور ہم سب کو داغ مفارقت دے گئے۔(إنا للہ وإنا إلیہ راجعون)

حضرت موصوفؒ حضرت شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں تھے، حضرت مولانا کی بے مثال دینی خدمات ہیں، دعوت وتبلیغ سے بے انتہاء تعلق تھا اور الیاسی گھرانے سے بے انتہاء محبت وعقیدت اور وابستگی تھی، دعوتی کام والوں کی سرپرستی کی وجہ سے حضرت والا کی رحلت کی خبر سن کر دل اسقدر مغموم ومحزون ہوا کہ ان سطور کو لکھنے کی چاہ بیدار ہوئی، تاکہ حضرت والا کے نام لیواؤں اور غمگساروں میں ہی اس حقیر کا نام بھی شامل ہوجائے۔

یہ کھلی حقیقت ہے کہ اللہ کے نیک بندے اپنے انوار وبرکات سمیت اس دنیا سے جس تیزی سے رحلت فرمارہے ہیں دنیا کے اس ظلمت کدہ کی تاریکی بھی تیزی سے بڑھ رہی ہے، یوں لگتا ہے کہ یہ دنیا اپنے انجام کو پہنچنا چاہتی ہے، ان حالات میں حضرت شیخ الحدیث متالاؒ کی رحلت ایک افسوسناک واقعہ سے کم نہیں۔

ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

یہ بات قابل طمانیت ہے کہ مرحوم نے اپنی زندگی کے پچاس سال برطانیہ میں علوم دینیہ وسنن مصطفویہ کی تبلیغ وترویج میں گزارے، اور رتبۂ شیخ الحدیث کی پاسداری بحسن وخوبی نبھائی اور دنیا کو بتادیا کہ ایک حقیقی وارثِ نبی ایک جگہ جم کر کبھی نہیں بیٹھتا بلکہ وہ مثل آفتاب ہمہ تن حرکت میں رہتا ہے، کبھی مشرق تو کبھی مغرب اپنی علمی روحانی وتدریسی خوبیوں کو بکھیرتا ہوا اپنی زندگی بسر کرتا ہوا اپنے مولائے حقیقی کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

حضرت متالا صاحب نور اللہ مرقدہ گجرات میں پیدا ہوئے، سہارنپور میں علوم دینیہ حاصل کئے، حجاز

؏ ناظم مرکز اشرف المدارس تھانہ بھون۔

مقدسہ میں حضرت شیخ الحدیث محمد زکریاؒ کے یہاں منازل سلوک طے کئے اور پچاس برس قبل برطانیہ میں علوم رسالت کی شمع روشن کی جس مدرسہ کو براعظم یورپ کی پہلی باقاعدہ درسگاہ ہونے کا شرف حاصل ہے، اور پھر اس شجر کی شاخیں اور اس کے پھول وخوشبو کا تلامذہ کی شکل میں دنیاء تمام ہی میں پھیل جانا اور اپنے استاذ وشیخ کے طرز تعلیم وتربیت کے فیضان کو پوری تندہی کے ساتھ قائم ورائج رکھنا۔ پھر مرحوم کا آخر کار اس تدریسی مشن میں ختم بخاری کے لئے کینیڈا پہنچنا اور وہیں پر داعی اجل کو لبیک کہنا اور وہیں پر پیوند خاک ہوجانا، یہ سب وہ چیزیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ اللہ کے محبوب اور اس کے مقبول بندے تھے۔

حضرت متالا صاحبؒ کا دوسرا روپ داعیانہ صابرانہ اور مجاہدانہ تھا جسکا مشاہدہ اس وقت ہوا جب مرکز نظام الدین کے استحکام کے لئے اور وہاں کی امارت اور اس کی برقراری، کسی بڑے عالم کی تائید وتوثیق ڈھونڈ رہی تھی تو اللہ تعالی نے حضرت متالاؒ مرحوم کو توفیق دی۔

اور مرکز نظام الدین، وہاں کی امارت اور الیاسی گھرانے کی قربانیوں وغیرہ پر حضرت مرحوم کے حقائق پر مبنی بیانات اور تائید، علماء عالم کی تسکین وطمانیت کا باعث بنی، اور علماء کے سخت اضمحلال سے نکلنے اور شرح صدر کی دولت سے مالا مال ہونے کا، اور دعوتی کام میں امارت کی حقانیت کو تسلیم کرنے کا اور الیاسی گھرانے کی قربانیوں کا اور ان کی للّٰہیت کو سراہنے کا حوصلہ عطا ہوا۔

آخری وقت میں اللہ تعالی نے مولانا مرحوم سے تبلیغی مرکز نظام الدین اور اس کی امارت کی تائید کا وہ اہم کام لیا کہ جس وقت کسی بھی بڑے کی زبان اس طرح کے تائیدی بیان سے عاجز وقاصر تھی۔ اللہ تعالی مولانا مرحوم کو دعوت وتبلیغ والوں کی طرف سے جزاء خیر عطا فرمائے۔

یہ تائید کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا بڑے جگر کا کام تھا، دنیا نے دیکھا اور خوب دیکھا کہ ان تائیدی بیانات کے بعد حضرت شیخ الحدیث متالاؒ کی مخالفت پر ایک طوفانِ بدتمیزی امڈ آیا، یہاں تک کہ ان کے بعض تلامذہ وخلفاء تک ان سے دور ہوگئے اپنے شیخ کے ساتھ کھڑے ہونا انہیں نصیب نہ ہوا، عوام وخواص کی زبانیں ان کے خلاف کھلنے لگی، ساری دنیا میں بھونچال آگیا، لیکن حضرت مرحوم صبر کی چٹان بنے ہوئے سب کچھ دیکھتے اور سنتے رہے، کوئی ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا، اللہ تعالی ان تمام کو معاف فرمائے۔

حضرت مرحوم کی کن کن خوبیوں کو بیان کریں، حضرت متالاؒ نے اپنے متعلقین ومحبین کے دلوں میں بہت اچھی یادیں چھوڑی ہیں۔

کلیوں کو میں سینہ کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضاء یاد کرے گی

مرحوم اپنے محبوب حقیقی کے پاس چلی گئے، نفس اور شیطان کے مکر سے مامون ہو گئے انکی موت نے دوست کو دوست سے ملا دیا، آقاء نامدار سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **"الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب"** (حدیث حسن)

یعنی موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتا ہے، ہم نے اپنے اکابر سے سنا ہے: **"من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ"**

ترجمہ: جو اللہ تعالی سے ملنا پسند کرتا ہے تو اللہ تعالی بھی اس سے ملنا پسند فرماتے ہیں۔

انسان دنیا میں جتنی زندگی گزار لے بالآخر ایک دن سفر تمام ہوتا ہی ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: **"وماجعلنا لبشر من قبلک الخلد"**

حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا عش **ما شئت فانک میت و أحبب من شئت فانک مفارقہ** (حدیث صحیح) جی لو جتنا جی چاہے مگر ایک دن مرنا ہے اور چاہ لو جسے چاہے مگر ایک دن اس سے جدا ہونا ہے، یہ دنیا فنا کے داغ سے داغدار ہے، فرمان خداوندی ہے (**کل نفس ذائقۃ الموت**) ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

خانوادۂ مرحوم وتلامذہ اور اساتذۂ دارالعلوم بری وطلباء، مریدین وعلماء وتمام مبلغین وتمام متعلقین کو اس موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قلبی کیفیت کو یاد کرکے اپنے غم کو برداشت کرنا ہوگا کہ صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی برداشت کرنا پڑی تھی۔

ایک بوڑھا اعرابی زندگی وموت کی کشمکش میں تھا کسی عزیز نے کہا تمہیں تھوڑی دیر میں موت آجائیگی، بوڑھے نے کہا میں مرکر کس کے پاس جاؤنگا، عزیز نے کہا اللہ تعالی کے پاس، بوڑھے نے کہا کوئی فکر کی بات نہیں، وہ ماں باپ سے زیادہ محبت کرنے والا پروردگار ہے۔ بقول شاعر:

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہا ملی
میرے جرم خانہ خراب کو، تیرے عفو بندہ نواز میں

فقیر کو یقین ہے کہ مرحوم اپنے رب کے پاس پہونچ کر خوش ہونگے اور زبان حال سے یہ کہ رہے ہونگے ویالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین۔ اللہ تعالی ہم سب کو اس حادثۂ فاجعہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور زندگی کے بقیہ لمحات شریعت وسنت ودعوتی محنت کے مطابق گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

❍❖❍